بسم اللہ الرحمن الرحیم

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پیمانۂ معروف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خاکپائے پیر نجفی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر نجفی عفی عنہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پیمانۂ معروف

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر عفی عنہ

بھگت سنگھ نگر نمبر ۔۱، لِنک روڈ، مقابل مسجد طیبہ، گوریگاؤں (ویسٹ)، ممبئی۔۱۰۴

منجملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

ارکان

کتاب کا نام : پیمانۂ معروف

مصنف : خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر

نوعیتِ اشاعت : باراول

تعدادِ اشاعت : ۶۰۰ (چھ سو)

مقامِ اشاعت : بموقع عرس حضرت پیر عادل بیجاپوریؒ (بیجاپور شریف۔کرناٹک)

تاریخِ اشاعت : ۲۱/مارچ ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۳/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

طباعت : ڈیسینٹ کریئشنس .64180700 - 9773039800

کتابت : سید سلیم قادری (گوریگاؤں۔موبائیل : 9892615788)

قیمتِ کتاب : ۵۰/روپئے

کتاب ملنے کے پتے

حضرت پیر فہمی، خانقاہِ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی، عادل نگر، آکاش وانی گیٹ نمبر ۷ مالونی کالونی، ملاڈ (مغرب)، ممبئی ۹۵

افسر شاہ قادری، بھگت سنگھ نگر نمبر ۱، لنک روڈ، گوریگاؤں (ویسٹ) ممبئی۔۱۰۴

عبداللہ شاہ قادری، غریب نواز نگر، کوکری آگار، ایس۔ایم روڈ، انٹاپ ہل ممبئی۔۳۷

شیخ شاہین شاہ قادری، ہاؤس نمبر 9-8-109/A/76، گول کنڈہ، صالح نگر، کنچہ، حیدرآباد

محمد مولا علی شاہ قادری، B2/10/2، سیکٹر نمبر 15، واشی، نئی ممبئی 703

محمد ساجد شاہ قادری ، حوّابی کی چال، عیدگاہ میدان، جوگیشوری (ایسٹ) ممبئی۔۶۰

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

انتساب

میں اپنا مجموعہ کلام ''پیمانۂ معروفؔ'' اپنے رہبر وقت مرشدِ کامل پیرِ طریقت نورِ ہدایت تاجِ ولایت حضرت خواجہ شیخ محمد عبدُ الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری فہمیؔ پیر مدظلہ العالی دامت برکاتہٗ کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں، جن کی ایک نگاہِ فیض سے ہزاروں مردہ دل روشن ہو گئے۔ جن کی خوشبو سے سارا عالم مہک اُٹھا، جن کی آمد سے کُفر کا اندھیرا مٹ گیا، ظلمت کے بادل چھٹ گئے، گمراہیوں نے اپنا مُنہ تاریکیوں میں چھپا لیا۔ کلامِ ھٰذا ''پیمانۂ معروفؔ'' اسی شمعِ ولایت سے منسوب کرتا ہوں۔

اپنے مرشد کی خاکِ پا ہوں میں

دین و دنیا کا بادشاہ ہوں میں

خاکپائے پیر فہمیؔ خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروفؔ پیر عفی عنہٗ عزیزؔ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بتاریخ : ۲۳ فروری ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۷ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

محترم برادرِ طریق عزیزم من جناب خواجہ محمد فاروق شاہ قادری کا کلامِ 'پیمانۂ معروف' سے منسوب ہے۔ عنقریب منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ تصوّف پر مبنی ہے، جو صوفیانہ نکات سے لبریز ہے، انشاءاللہ اہلِ ذوق کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ ان کے کلام کو چار چاند لگ جائے اور ان کا سینہ نورِ معرفت سے جگمگائے۔ ـــ آمین

بقلم:۔ سیّد عزیز الدین رضوان قادری الچشتی ــــــــ حیدرآباد

اظہارِ تشکّر

میں تمام اولیاء کرام وخُلفائے عظام و مریدین و عاشقین کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص

محترم سیّد عزیز الدین رضوانؔ قادری الچشتی صاحب، (حیدرآباد)

محترم سید شاہ سرفرازؔ سُلطانی، سُبحانی صاحب ممبئی

محترم خواجہ سید افسر شاہ قادری الچشتی افتخاری سرفرازیؔ پیر صاحب ممبئی

محترم خواجہ سید اختر شاہ قادری الچشتی افتخاری منوّریؔ پیر صاحب ممبرا

محترم شیخ محمد شاہین شاہ قادری حیدرآبادی صاحب (حیدرآباد)

محترم محمد معراج نواز قادری ولد خواجہ سید محمد عبداللہ شاہ قادری الچشتی افتخاری سیلانیؔ پیر صاحب (سائن کولی واڑہ) ● محترم محمد سیفن قادری۔ (سائن کولی واڑہ)

میں اُن تمامی حضرات کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے دامے، درمے، سخنے، قدمے میرا تعاون و حوصلہ افزائی کی۔

دعا گو: خاکپائے پیر فہمیؔ خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروفؔ پیر عفی عنہ

بسم اللہ

شروع 'ب' سے کلام ِ بسم اللہ
رازِ حق کا مقام بِسم اللہ

جو بھی دل سے پڑھے گا ِ بسم اللہ
اس پہ دوزخ حرام بِسم اللہ

میری رگ رگ میں ہے نشہ یارو
پی لیا جب سے جام بِسم اللہ

بخش دے بخش دے میرے مولا
ملے جنت مقام بِسم اللہ

میرے مولا تو سب کو نیک بنا
نیک ہو سب کے کام بِسم اللہ

''ب'' سے قالو بلیٰ کو یاد کرو
ہے یہ پہلا کلام بِسم اللہ

کیوں نہ اُس کے بنے گے بگڑے کام
جو پڑھے صبح و شام بِسم اللہ

با یزید کو یہ ہم نے کہتے سُنا
عارفوں کا ہے نام بِسم اللہ

بھیجے محبوبؐ پر غلاموں نے
ہو درود و سلام بِسم اللہ

پیر فہمیؒ کے ہاتھوں محشر میں
ملے کوثر کا جام بِسم اللہ

دعا دل سے کرو ذرا معروفؔ
سب پہ رحمت ہو عام بِسم اللہ

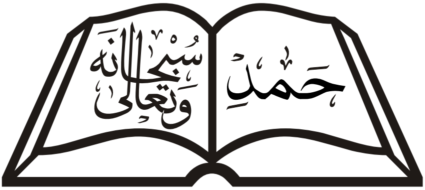

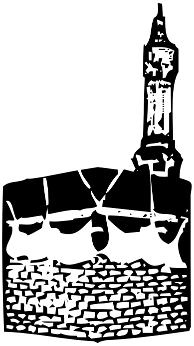

تیری ذاتِ پاک ہے اے خُدا تیری شان جلّ جلالہٗ
کوئی کیا کرے حمد و ثناء تیری شان جلّ جلالہٗ

کوئی کہتا تجھ کو رام ہے کوئی لیتا اللہ نام ہے
تو ہی سب کا ہے مالک خُدا تیری شان جلّ جلالہٗ

جسے چاہے اپنا بنائے تو جسے چاہے در در پھرائے تو
تیرے در پہ ہے شاہ و گدا تیری شان جلّ جلالہٗ

تو ہی عرش پہ جلوہ نشیں تو ہی فرش پہ پردہ نشیں
تو ہی چار سو جلوہ نما تیری شان جلّ جلالہٗ

کوئی بندہ تیرا امیر ہے کوئی در کا تیرے فقیر ہے
تو ہی بادشاہ ہے جہان کا تیری شان جلّ جلالہٗ

فہمیؔ پیا کا یہ در ملا جسے خُدا کا وہ گھر ملا
ملا پیر سے ہی مدعا تیری شان جلّ جلالہٗ

معروؔف کی رکھ تو لاج کو رسوا نہ کر محتاج کو
میرا کون ہے تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہٗ

☆ ☆ ☆ ☆

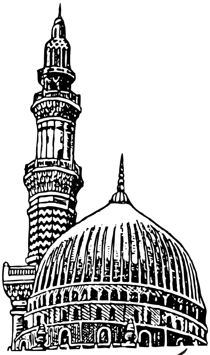

نعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ محمدؐ نورِ خدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم
محمدؐ کو سمجھو نہ حق سے جُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کو چاہا وہ چاہا خُدا کو محمدؐ کو بھولا وہ بھولا خُدا کو
محمدؐ کو دیکھا وہ دیکھا خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کو سمجھا وہ سمجھا خُدا کو محمدؐ کا پایا وہ پایا خُدا کو
سرِّ محمدؐ سرِّ خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ ہے دریا نبیؐ بُلبلہ ہے نکتے میں ’ب‘ کے بھید چھپا ہے
محمدؐ ہے اوپر نیچے خُدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

میم کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو کون نبی اور کون خُدا ہے
محمدؐ نبی ہے محمدؐ خدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

پیر محمدؐ پیر خُدا ہے فہمیؔ پیا سے یہ عقدہ کھلا ہے
ہر شئے میں پیر ہی جلوہ نما ہے صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ کا جلوہ ہے جلوہ خُدا کا محمدؐ کا بندہ ہے بندہ خُدا کا
معروفؔ یہ تو حق کی صدا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

درودِ پاک

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدً یا ربِّ صلِّ علیہ وسلمّ

پیارے نبی کو حق نے بُلایا * عرشِ بریں کو اپنے سجایا
اپنے نور کی چادر بچھایا * رب نے نبی کو اس پہ بیٹھایا
حق نے خوشی سے مژدہ سُنایا۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدً یا ربِّ صلِّ علیہ وسلمّ

نورِ محمدؐ نورِ خُدا ہے * شانِ محمدؐ شانِ خُدا ہے
دیدِ محمدؐ دیدِ خُدا ہے * سّرِ محمدؐ سّرِ خُدا ہے
سارے نبیوں میں رُتبہ بڑھایا۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدً یا ربِّ صلِّ علیہ وسلمّ

ظاہر کبھی ہیں باطن محمدؐ * اول کبھی ہیں آخر محمدؐ
کیسے بتاؤں کے کیا ہیں محمدؐ * ہر دم وہ جلوہ نما ہیں محمدؐ
دونوں جہاں میں ثانی نہ سایہ۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ یارَبِّ صَلِّ عَلیہِ وسلَّم

میرے نبی ہیں عرش کی عزت * میرے نبی ہیں فرش کی زینت

میرے نبی ہیں رب کی قدرت * میرے نبی ہیں صاحبِ عظمت

نورِ نبی سے سب ہے بنایا۔۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ یارَبِّ صَلِّ عَلیہِ وسلَّم

میرے نبی قرآں ہے لائے * میرے نبی عرفاں ہے لائے

میرے نبی ایماں ہے لائے * میرے نبی نشاں ہے لائے

دامن میں اُن کے سب کچھ ہے آیا۔۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ محمدٍ یارَبِّ صَلِّ عَلیہِ وسلَّم

تاجِ شفاعت پہن کے آئے * شانِ نبوّت ساتھ میں لائے

کرنے امامت فرش پہ آئے * درسِ طریقت سب کو پڑھائے

فرش پہ عرش کا نقشہ دکھایا۔۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ مُحمدَّ   یا ربِّ صَلِّ عَلیہِ وسلمّ

کہیں بنے وہ آدم صفی ہیں * کہیں بنے وہ نوحِ نجی ہیں
کہیں بنے وہ موسیٰ نبی ہیں * کہیں بنے وہ مولا علی ہیں

میم کے پردے میں کیا کیا چُھپایا۔۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ مُحمدَّ   یا ربِّ صَلِّ عَلیہِ وسلمّ

پیارے نبی کے صدقے میں مولا * آلِ نبی کے صدقے میں مولا
ابنِ علی کے صدقے میں مولا * اپنے ولی کے صدقے میں مولا

بخش دے ہم کو بھی تو خُدایا۔۔۔

اللھمَّ صلِّ علیٰ مُحمدَّ   یا ربِّ صَلِّ عَلیہِ وسلمّ

فہمیؔ پیا کے سائے میں آیا * نورِ نبی کو ان میں ہے پایا
اللہ نبی سے دم کو سجایا * صلّی علیٰ سے جھولا جھولایا

معروفؔ نور کا سجدہ کرایا۔۔۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں

حور و ملائیک دھوم مچائے صلی علیٰ کو سُنائے محمدؐ آگئے ہیں
آمنہ بی کے بل بل جائے نور سے گھر کو سجائے محمدؐ آگئے ہیں

رب کے پیارے ہیں نام محمدؐ پا گئے
نورِ خُدا کا جلوہ بن کے جگ میں آ گئے
خوشبو سے عالم مہکائے رحمت کو برسائے محمد آ گئے ہیں

عرشِ بریں کو آج نور سے حق نے سجا دیا
فرشِ زمیں کا بھی رُتبہ رب نے بڑھا دیا
رحمتِ حق بھی واری جائے اللہ صدقہ لُٹائے محمدؐ آ گئے ہیں

رُخ پہ نبی کے میرے نورِ خُدا کا جمال ہے
ہر اک کمال والا پائے ان سے کمال ہے
ایسے نبی کو جو بھی پائے کیوں نہ وہ اترائے محمدؐ آ گئے ہیں

نور کا جھولا جب دستِ حق نے بنا دیا
نور کا بستر بھر حق نے اس میں بچھا دیا
نور کی ڈوری اس میں لگائے جھولا نبیؐ کو جھلائے محمدؐ آ گئے ہیں

سارے پیمبر میں آپ کا اعلیٰ مقام ہے
رب کا ہر ولی آپ کے در کا غلام ہے
آپ کے در سے رتبہ پائے پل میں ولی ہو جائے محمدؐ آ گئے ہیں

عالمِ ارواح کا معجزہ ہے یہ با خُدا
صف باادب کھڑے تھے سارے انبیاء و اولیاء
غوثِ اعظم کاندھا لگائے خواجہ سر کو جھکائے محمدؐ آ گئے ہیں

فہمیؔ پیا کا جب نوری سلسلہ مل گیا
دونوں جہاں کا آج ہم کو وسیلہ مل گیا
کلمہ بن کے دم میں آئے ہر دم میں کہلائے محمدؐ آ گئے ہیں

اُن پہ درودوں کا بھیجو تحفہ پیار سے
روشن ہم بھی ہیں معروفؔ اسی سرکار سے
عشقِ نبی کی شمع جلائے نورِ نبی میں نہائے محمدؐ آ گئے ہیں

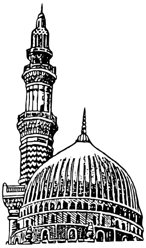

صفات محمد ﷺ

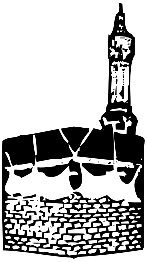

صفات خدا ہے صفات محمد ﷺ
خدا خود ہے گویا بذات محمد ﷺ

خدائی بھی رقصاں ہے چاروں حرف میں
ظہور دو عالم صفات محمد ﷺ

محمد ہی وحدت محمد ہی کثرت
خدا خود ہے ظاہر بذات محمد ﷺ

وہ نورِ حقیقی ہیں نور مجسم
ذرا خود میں دیکھو صفات محمد ﷺ

وہ محمود بن کر ہے زیرِ زمیں میں
کھلا ہم پہ عقدہ مماّت محمد ﷺ

مدینے کی مٹی کا صدقہ ہے سب کچھ
ملی پیر فہمیؔ حیات محمد ﷺ

تصور میں آنے لگے ہیں محمد ﷺ
اے معروفؔ پڑھ لو صلوٰۃ محمد ﷺ

محمدؐ خدا ہے

محمدؐ خُدا ہے خُدا ہے محمدؐ
خُدا سے بتا کب جُدا ہے محمدؐ

خُدا نورِ احمد سے روشن ہوا ہے
حقیقت میں حق کی ضیاء ہے محمدؐ

لباسِ محمدؐ ہے باطن میں اللہ
خُدا بن کے جلوہ نما ہے محمدؐ

گئے لامکاں میں ہیں پل میں محمدؐ
مکاں لا مکاں کا پتہ ہے محمدؐ

ہر اک ذرّہ ذرّہ گواہ بن گیا ہے
کھلا راز حقُ الوریٰ ہے محمدؐ

محمدؐ ہے ظاہر محمدؐ ہے باطِن
محمدؐ ہی جلوہ نما ہے محمدؐ

ملے پیر فہمیؔ محمدؐ کے گھر سے
بتائے ہمیں راز کیا ہے محمدؐ

محمدؐ کا نقشہ ہے آنکھوں میں معروفؔ
کہ دل کا وظیفہ بنا ہے محمدؐ

صبرِ حسینؓ کا دیکھو نظارہ
تین دن کا بھوکا پیاسا علیؓ کا دُلارا

شہادت حسینؓ

نورِ نبیؐ آپ ہیں • اِبن علیؓ آپ ہیں
لختِ جگر فاطمہؓ • دلبر حسنؓ آپ ہیں
پنجتن کا تم سے ہی • یہ نقشہ ہے پیارا

اُمت کا غم تھا قوی • ڈوبے تھے پیارے نبیؐ
آنسوں کی تھی اک جھڑی • بولے پھر ابنِ علیؓ
ایک دن بخشا ہی لیں گے • وعدہ ہے ہمارا

لکھّا خُدا کا آگیا • کربل کا دن آگیا
بہتّر۷۲ کا یہ قافلہ • آغوشِ غم آگیا
تپتِ صحرا میں تھا • وہ محمدؐ کا پیارا

نورِ نبی کی چمک • شیرِ خُدا کی جھلک
سیفُ اللہ تھی ہاتھ میں • تھرّا گیا یہ فلک
جس طرف تلوار تھی • تھرّا یا عالم سارا

آئی ندا غیب سے • وعدہ وفا کیجئے
سجدے میں ابنِ علیؓ • سَر کو کٹا دیجئے
اُمّت کی خاطر نبھایا • وعدہ نیارا

تیروں سے چھلنی حُسینؑ • تیغوں سے زخمی حُسینؑ
نیزے پہ سر تھا حُسینؑ • سُنتے تھے سب کی حُسینؑ
کربلا بھی چیخ اُٹھا • دیکھ کر نظارہ

سکینہؑ کی آس ہو • زینبؑ کی لاج ہو
چچا ہو قاسمؑ کے تم • شہیدوں کے سرتاج ہو
عابدینؑ بولے • پیارے بابا ہمارا

ایسا نہ سجدہ کیا اب تک کسی نے کبھی
بھولے گی نہ زمیں پھر ایسا سجدہ کبھی
آج بھی ہے تازہ دیکھو سجدہ تمہارا

رمزِ شہادت ہے یہ • فہمیؔ عنایت ہے یہ
اُمت کو تھا بخشانا • کیسی حکمت ہے یہ
ایک سجدے کے لئے تھا • کربلا یہ سارا

معروفؔ شہادت حُسینؑ • خونِ جگر سے لکھے
ہم ہیں غلامِ حُسینؑ • جاری ہیں یہ سلسلے
وقتِ آخر ہم کو بھی ہو • آپ کا نظارہ

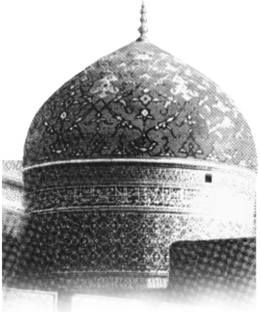

منقبت غوثُ الوریؓ

بغداد والے آقا پردہ ذرا ہٹاؤ
محفل میں اپنی آؤ بگڑی میری بناؤ

سر پہ ہے تاج تیرا ہاتھوں میں پاک دامن
صدقے میں ''بوسعیدؒ '' کے میری غیریت مٹاؤ

ہے تمہارا ہاتھ میرا ، میرا ہاتھ ہے تمہارا
یہ قرآن کہہ رہا ہے نادان کو بتاؤ

ہے نظر تمہاری کعبہ ہے تمہارا دل مدینہ
تم نور ہو سراپا مجھے نور میں ملاؤ

سب آفتیں بلائیں بیماری ہر مٹے گی
غوثُ الوریٰؓ کا نعرہ دل سے ذرا لگاؤ

تیرے نام کی ہے نسبت جو میں قادری بنا ہوں
رکھو لاج قادری کی نسبت کو تم نبھاؤ

ہیں چراغِ قادری ہم روشن ہیں دونوں عالم
اس روشنی میں آیا روشن اُسے بناؤ

گیارہ عدد میں رازِ غوث الوریٰؓ چھپا ہے
تم راز کو یہ پاکر سر کو وہیں جُھکاؤ

پیرانِ پیرؓ بولے لا خوف اے مریدوں
ہمّت اگر ہے تم میں ہم سے نظر ملاؤ

نورانی سلسلہ ہے فہمیؔ پیا کا میرے
نسبت کی خاک میں اب رحمت کے گُل کھلاؤ

یہ غوثؓ کی عطا ہے یہ غوثؓ کا کرم ہے
سرکار جس کو چاہو معروفؔ اُسے بناؤ

منقبت غوث اعظم رضی اللہ عنہ

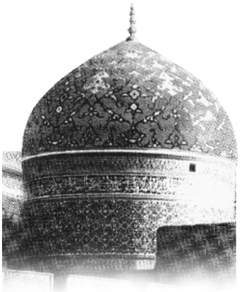

غوثِ اعظم دستگیرؓ اللہ ھوٗ اللہ
تم ہو پیروں کے بھی پیر اللہ ھوٗ اللہ
نقشہ پیارا ہے دل گیر اللہ ھوٗ اللہ

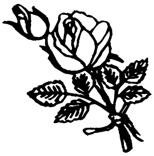

دوذخ کا اب خوف نہیں ہے نہ محشر کا غم
عبدالقادر جیلانیؓ جب رکھتے ہیں اپنا بھرم
ہم ہیں قادری فقیر اللہ ھوٗ اللہ

کلمہ دم میں آتے ہی ہم نورانی کہلائے
فرشِ زمیں سے عرشِ بریں ہم دم میں آئے جائے
کلمہ غوثؓ کی جاگیر اللہ ھوٗ اللہ

ہم میں دم ہے دم میں تم ہو تم میں نور ہے ضم
ہم دم کا راز بن کے نور ہے نور میں گم
لاکھوں مرشد ایک پیر اللہ ھوٗ اللہ

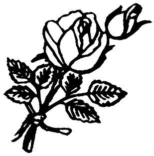

اندھا دیکھے گونگا بولے کوڑی اچھا ہو جائے
لاکھ کرشمے ایک نظر میں غوث پیا دکھلائے
نظریں غوثؓ کی اکسیر اللہ ھوُ اللہ

عبد بھی ہے قادر بھی ہے عبدالقادر جیلانیؓ
اللہ نبیؐ کے نور سے وہ ہو گئے نورانی
تم ہو نور کی تصویر اللہ ھوُ اللہ

جان لیا ہوں مان لیا ہوں پہچان لیا نظر کو
خرقہ تاج پہن کے بیٹھے دیکھ لو اِدھر کو
بن کے آئے فہمیؔ پیر اللہ ھوُ اللہ

آپ کی ہی نسبت سے ہم قادری کہلائے
بندہ معروفؔ آپ کا سَر چوکھٹ پہ جُھکائے
دے دو عرفاں کی جاگیر اللہ ھوُ اللہ

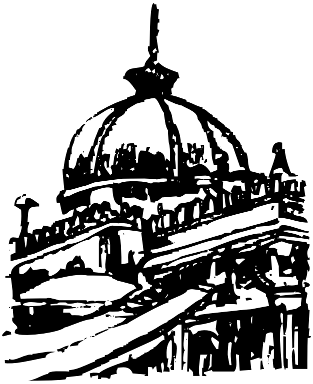

منقبت خواجہ غریب نوازؒ

خواجۂ ہندؒ کے سرکار اللہ رے اللہ
سارے ولیوں کے دلدار اللہ رے اللہ
اُن پہ تن من ہے نثار اللہ رے اللہ

اللہ کی صورت چھپی ہے خواجہ کی صورت میں
یعنی دونوں نور سمائے ایک ہی مورت میں
موہنی صورت میں دلدار اللہ رے اللہ

کلمے کا عرفان لیکے خواجہ ہند میں آئے
اللہ نبی کا راز سارا پل میں ہیں بتلائے
بندہ اللہ کا گھر بار اللہ رے اللہ

خواجہ خواجہ کہتے کہتے اللہ کو ہم پائے
آتے جاتے دم میں ہم خواجہ کو سمائے
خواجہ کہنے والے پار اللہ رے اللہ

اندر خواجہ باہر خواجہ اول آخر خواجہ
ھُوالمرشد اَنتَ المُرشد باطن ظاہر خواجہ
خود میں خواجہ کا دیدار اللہ رے اللہ

حد بولے تو خواجہ ہیں ان حد بولے تو خواجہ
لا مکاں کے بیچ میں تو دیکھنے کو آجا
ذرّے ذرّے میں ہیں یار اللہ رے اللہ

مانگنے والے کھڑے خواجہ تمہارے در پر
عثمانؓ کا صدقہ ملے خواجہ تمہارے در پر
اُنچا نورانی دربار اللہ رے اللہ

خواجۂ فہمیؔ پیا بس ایک نظر ہو سب پر
تن من کی اب جھولی بھر دو خواجہ پیا کے دلبر
کردو سب کا بیڑا پار اللہ رے اللہ

بندہ نوازی فرماؤ بندہ نواز خواجہ
روئے زیبا دکھلاؤ بندہ نواز خواجہ
معروفؔ خواجہ کو پکار اللہ رے اللہ

قدیرؔی دھوم

گھر گھر میں مچی دھوم ہے اللہ قدیرؔ کی
شہرت ہے دو جہان میں کامل فقیر کی

آتے ہیں سر جھکانے یہاں اولیاء سبھی
صورت قدیرؔ ہوگی پیرانِ پیر کی

ہلکٹہ بنا دیکھئے وہ فیض کا شہر
شانِ کریمی ہے دعا دستگیر کی

جلوے قدیری دیکھ کر منکر بھی دنگ ہے
کیا شان ہے شوکت ہے یہ میرے قدیر کی

اللہ قسم بن گیا وہ وقت کا ولی
جس پہ عنایت ہو گئی روشن ضمیر کی

ایسا نشہ ہے جس کا اُترنا محال ہے
ہم نے شراب پی لی ہے پیرانِ پیر کی

اب کس کی عنایت ہو اب کس کا ہو کرم
کافی ہے مجھ پہ اک نظر یہ فہمیؔ پیر کی

وصفِ قدیرِ معروفؔ کیسے بیاں کروں
ملتی نہیں نظیر اُس بے نظیر کی

عادل مل گئے

ایک عادلؔ کیا مل گئے زندگی بندگی ہو گئی
دل اندھیرا تھا اب تک مگر روشنی ہو گئی

وہ نظر سے پلائے ہمیں مست بے خود بنائے ہمیں
میکدے کی نہ حاجت رہی بن پڑے میکشی ہو گئی

پھنسے حرص و ہوس میں کبھی پھنسے بغض و حسد میں کبھی
پیر کامل بھی ایسا ملا با صفا زندگی ہو گئی

اک نفس انا کا مکر فخر کرتے تھے جس پر مگر
جب اَنَا کو فنَاَ کر دیا باخودی بے خودی ہو گئی

بندگی کا مزہ آ گیا زندگی کا مزہ آ گیا
خود میں خود کا پتہ کیا ملا ہر طرف روشنی ہو گئی

پیر فہمیؔ ہمارے لئے روشنی کا ہی اک نام ہیں
اُن کی نسبت کا ہے یہ صلہ زندگی بندگی ہو گئی

کیا حقیقت ہماری کہیں بحرِ ظلمت میں ہم تھے پڑے
یہ ہے معروفؔ اُن کا کرم رات بھی چاندنی ہو گئی

عرس سولہواں ۱۶

منائیں آج ہم عرس و چراغاں پیر عادلؔ کا
ہمارے پیشوائے قطب دوراں پیر عادلؔ کا

ہرے گنبد کی برکت سے ہرا ہے بیجاپور اپنا
جمیع ارواح کا مرکزِ درخشاں پیر عادلؔ کا

بنا ہے کعبۂ عشاق تیرا روضۂ اطہر
طواف و سجدہ ہوگا جانِ جاناں پیر عادلؔ کا

سبق والیل پڑھنے کو چھپایا یار نے چہرہ
سراپا معجزہ ہے رنگِ عرفاں پیر عادلؔ کا

تمہارے نقش پا سے مل گیا ہے در ولایت کا
قدم مہر ولایت نور ایماں پیر عادلؔ کا

یہی اجمیر عاشق کا یہی بغدار اپنا ہے
مقام اہل نسبت سنگ جاناں پیر عادلؔ کا

بڑا کام آتا ہے نسبت کا ساماں پیر کے عاشق
سروں پہ اپنے لہرائے گا داماں پیر عادلؔ کا

نگاہیں پیر فہمیؔ میں نظر وہ آگیا جلوہ
دل عاشق کی ٹھنڈک روئے تاباں پیر عادلؔ کا

خضر خود ڈھونڈتا ہے آپ کے در کا پتہ معروفؔ
بڑی اونچی جگہ ہے محلِ عرفاں پیر عادلؔ کا

جشنِ پیر عادلؒ

غوثِ پیا کے نورِ نظر ہیں خواجہ پیا کے سائے
میرے سوئے بھاگ جگائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

اللہ ھو کا جام سب کو نظروں سے پلائے
ذکرِ نبی اور ذکرِ خُدا سے دم کو ہیں سجائے
بندے کو اک پل میں ہی مولا سے ملائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

گھر گھر میں عشق نبی کی شمع کو جلائے
مردہ دل مردہ نفس کو پل میں ہیں جلائے
غوث پیا کی نسبت سے ہم سب کو وہ مہکائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

سب میں مہنگا سب میں سستا پیر کا میخانہ
پیر کے ہاتھوں میں ہے قدرت کا خزانہ
پیر کے قدموں میں ہی جان کو لٹائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

کون خُدا ہے کون نبی ہے پیر نے بتایا
رازِ خفی کو رازِ جلی کو پیر نے سُنایا
پیر کے ہی صدقے میں ہم راز کو ہیں پائے میرے پیر عادل ہیں آئے

❋

پیر نبی ہے پیر خُدا ہے پیر ہے کعبہ قبلہ
میم کی گھونگھٹ میں ہے پیر کا ہر جلوہ
پیر کا جلوہ ہی اب دل کو ہے لبھائے میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

٭

کون خُدا ہے کون جُدا ہے نکتے کو سمجھو
تکتے کو تکتا نہیں ہے تکتے کو سمجھو
نکتے کا راز یہ پیر ہی بتائے میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

٭

شہرِ بیجا پور میں یہ دھوم مچی ہے
گنبد پہ نور والی چادر یہ تنی ہے
مرید سارے جھوم کے آج یہ گائے میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

٭

صندل میں پوتے کے اپنے کریم اللہ آئے
جشنِ چراغاں کرنے کو قدیر اللہ آئے
مہتاب اللہ بیٹے کا رُتبہ بڑھائے میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

٭

فہمیؔ پیا کے پیر کی یہ شادی رچی ہے
پوتوں میں دھوم ہے تو بیٹوں میں خوشی ہے
سارے مرید پیر کی ڈولی ہے سجائے میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

٭

معروفؔ اپنے دادا کے صندل میں چلیں گے
پیرِ مغاں کے رنگ میں یہ دل کو رنگیں گے
ہر سال ہم پیر کا جشن منائیں میرے پیر عاؔدل ہیں آئے

صندل آ گیا ہے

مُرید سارے دھوم مچائے عشق پیر میں گائے کہ صندل آ گیا ہے
پیر کا جلوہ دل کو لبھائے پیر سے خود کو رنگائے کہ صندل آ گیا ہے

پیر کا مکھڑا وہ آنکھوں میں میرے ایسے چھا گیا
نور نبی کا وہ پر تو بن کے آ گیا
پیر کے در پہ سر کو جھکائے کیوں نہ تن من لُٹائے کہ صندل آ گیا ہے

اللہ نبی کا جلوہ پیر کے جلوے میں ضم ہوا
دونوں جہاں میں ایسا پیارا نہ کوئی صنم ہوا
ایسے پیر کو جو بھی پائے کیوں نہ وہ اِترائے کہ صندل آ گیا ہے

میں ہوں پُجاری ان کا میرے وہ بھگوان ہیں
سانسوں میں اُرجا بن کے رہتے وہی تو پران ہیں
من کا مندر تن میں سجائے گرو کو اپنے بٹھائے کہ صندل آ گیا ہے

میم کا پردہ جب پیر نے رُخ سے ہٹا دیا
ہوش و حواس اپنے پل میں ٹھکانے لگا دیا
پیر پیر کا نعرہ لگائے پیر میں ہم مٹ جائے کہ صندل آ گیا ہے

دونوں جہاں میں آج پیر عادلؔ کا نام ہے
ذکر کہیں پہ ہے تو چرچہ کہیں پہ عام ہے
پیر عادلؔ کو دولہا بنائے سہرہ سر پہ سجائے کہ صندل آ گیا ہے

آج کریم اللہ چٹگوپّے سے آگئے
دیکھو قدیرؔ اللہ نور بن کے چھا گئے
پیر و مرشد ساتھ میں آئے مہتابؔ اللہ گائے کہ صندل آ گیا ہے

فہمیؔ پیا کی چادر نکلی ہے دیکھو بڑی شان سے
سارے ملائیک اس کو سر پہ اُٹھائے ارمان سے
پیر عادلؔ کا جشن منائے ناچے اور گائے کہ صندل آ گیا ہے

کعبے کا کعبہ ہے یہ روضہ عادلؔ پیر کا
حج سے کم نہیں ہے معروفؔ صندل یہ پیر کا
پیر کے صندل میں جو جائے حاجی وہ کہلائے کہ صندل آ گیا ہے

منقبت حاجی عبدالطیف بابا رح

حاجی عبدالطیف بابا تیرا دربار اعلیٰ ہے
سارے ولیوں میں اے بابا تیرا رُتبہ نرالا ہے

رُخِ لیلیٰ کہوں تم کو حُسنِ یوسف کہوں تم کو
کتنی پیاری ہے یہ صورت نوری سانچے میں ڈھالا ہے

اللہ ھو کا نشہ چھا گیا تیرا جلوہ نظر آگیا
میرے سینے میں آنکھوں میں نورانی اُجالا ہے

تیرا دربار عالی ہے آئے کتنے سوالی ہے
سب کی جھولی بھرو بابا دستِ حق کملی والا ہے

آج کھپولی میں دھوم مچی شاہ لطیف کی شادی رچی
سر پہ سہرہ ہے رحمت کا دُولہا سب سے نرالا ہے

جو بھی صندل میں آئے ہیں نور میں سب نہائے ہیں
چادرِ گل ہے صلّ علیٰ نسبتوں کا دو شالا ہے

سب کی مقبول ہو حاضری التجا یہ کرے قادری
ہم غلامانِ فہمیؔ ہیں دم میں کلمے کی مالا ہے

نام کی یہ کرامت ہے سب پہ لطف و عنایت ہے

سب پہ یکساں کرم معروفؔ
کوئی گورا نہ کالا ہے

چادر شریف

****

میرے لطیف شاہؒ کی چادر ہے
ولیِٔ با صفا کی چادر ہے

ہر ولی مظہرِ محمدؐ ہے
یہ تو صلّیِ علیٰ کی چادر ہے

اللہ محبوب کہتا ہے جنہیں
یہ اُسی دلربا کی چادر ہے

میری مشکل کا وہ سہارا ہے
میرے مشکل کُشا کی چادر ہے

در سے محروم نہ کوئی لوٹا
سب کے حاجت روا کی چادر ہے

نوری دامن ہے اپنے ہاتھوں میں
شہۂ غوثُ الوریٰ کی چادر ہے

پیر فہمیؔ نے رنگ لی ہے چادر
یہ ولیٔ حق نما کی چادر ہے

سر پہ رکھ کر پڑھو درود معروفؔ
یہ میرے رہنما کی چادر ہے

سِرّ انسان

سِرّ انسان میں کیا رمز نرالا نکلا
میرے دم سے ہی تو عالم میں اجالا نکلا

رکھ کے میزان عدالت میں دو عالم کا جمال
تولا جو اعلیٰ سے اعلیٰ میرا والا نکلا

خاکی پرواز سے ہے خوب عروجِ آدم
عرش و کرسی سے بھی اعلیٰ دلِ بالا نکلا

زندگی کٹ گئی پردے کو اٹھاتے صاحب
دمِ آخر بھی تیرا پردہ نرالا نکلا

راہِ تجرید میں تفریق بھی ہے شامل
ایک ہی راہ میں یہ کتنا فاصلہ نکلا

درد کیا چیز ہے یہ عشق میں معلوم ہوا
چلتے چلتے جو میرے پاؤں میں چھالا نکلا

وہ کسی حال میں کمزور نہیں ہو سکتا
تیرا عاشق تیری آغوش کا پالا نکلا

پیر فہمیؔ کے جو پردے کو اٹھا کر دیکھا
گنج مخفی کا میرا یار اُجالا نکلا

راز کلمے کا سمجھنا نہیں آساں معروفؔ
جب تجھے جانا تو منھ پر میرے تالا نکلا

عیاں ہو گئے

عشق سے ہم عیاں ہو گئے
سارے نکتے بیاں ہو گئے

شوق عرفاں کا ان کو ہوا
لا مکاں سے مکاں ہو گئے

نہ ملا کوئی اپنے سِوا
نقش باطل دھواں ہو گئے

پڑھ رہے ہیں وہ اپنا کلام
یار کی ہم زباں ہو گئے

چھا رہے ہیں دو عالم پہ ہم
خود زمیں آسماں ہو گئے

جستجو جب سے کامل ہوئی
نقش ان کے عیاں ہو گئے

یار ہم میں ہے ہم یار میں
دونوں ایک جسم و جاں ہو گئے

غیر کی ہمکو حاجت نہیں
خود مکیں خود مکاں ہو گئے

پیر فہمیؔ سے نسبت ہوئی
ہم کہاں تھے کہاں ہو گئے

ہے یہ معروؔف سِرّ خِفی
تھے نہاں اب عیاں ہو گئے

سانحۂ حق

سانحۂ حق میں جب زندگی ڈھل جائے گی
ہر ایک گمراہی کی عادت بھی بدل جائے گی

من عرف آئینے میں دیکھ ذرا غور سے تو
قد عرف کی جو حقیقت ہے وہ بدل جائے گی

صورتِ جاناں کو تم دل میں بساؤ پہلے
غیریت کی جو جمی دھول ہے دُھل جائے گی

جس نے دیکھا نہیں اس دم میں بسا کر دم کو
ہستئ آبرو سب خاک میں ڈھل جائے گی

زندگی جیسے گزارو یہ تو گزرے لیکن
لے کے دنیا سے یہ اعمال کا پھل جائے گی

پیر فہمیؔ کے ہی کلمے سے سجالے دم کو
ایک ہی لمحہ میں دنیا ہی بدل جائے گی

عشق کی آگ میں تم خود کو جلاؤ معروفؔ
صورتِ جاناں میں تصویر یہ ڈھل جائے گی

تصویرِ یار

خیالِ یار کی تصویر ہوں میں
کہ اپنے یار کی تنویر ہوں میں

جو دیکھا یار نے روزِ ازل میں
اُسی ہی خواب کی تعبیر ہوں میں

مجھے سمجھو نہ تم ایک مشتِ خاکی
سراپا نور کی تصویر ہوں میں

خرد والے الجھ کر رہ گئے ہیں
جنونِ عشق کی تفسیر ہوں میں

نہ وہ مجھ سے جدا نہ میں الگ ہوں
اُسی زنجیر کی زنجیر ہوں میں

کہا منصور نے وہ میں نہیں ہوں
میرے دلدار کی تقریر ہوں میں

حدیث من عرف کا ہوں خلاصہ
'ہاں' اپنے آپ میں جاگیر ہوں میں

مجھ ہی سے ابتداء اور انتہا ہے
حیات و موت کی تعمیر ہوں میں

ہے سر پر پیر فہمیؔ سایہ افگن
کہ پائے خاک کی اکسیر ہوں میں

بدلتی رہتی ہے تقدیر معروفؔ
ہر ایک شئے میں چھپی تدبیر ہوں میں

خود پرستی میں

خدا خود بس گیا ہے آ کے دیوانوں کی بستی میں
یہ دیوانے نہ جانے کس جگہ ہیں اپنی مستی میں

☆☆☆

خدا کو ڈھونڈنے والو خدا والوں کے گھر جاؤ
خدا مصروف ہے دن رات اہل دل کی بستی میں

☆☆☆

وہ مسجودِ ملائک کو نکالا خُلد سے جس نے
یہ واعظ زیر کرنے کو چلے ہیں اس کو ہستی میں

☆☆☆

سمندر معرفت کا ہے ہمیں ڈر ہو نہیں سکتا
چلی ہے ناخُدا کی کشتی اب وحدت پرستی میں

☆☆☆

نہیں ہلتا کوئی پتّہ سوائے حکم کے اُن کے
اسی بدعت سے ہے آباد ساری گلیاں بستی میں

☆☆☆

جسے سب شرک سمجھے ہیں وہی ہے شان توحیدی
خدا مستی میں ہے دن رات دیکھو خود پرستی میں

☆☆☆

دوئی کو خود مٹا کر تو فنا فی اللہ ہونا ہے
یہ میں نے سیکھا ہے فہمی پیا کی سرپرستی میں

☆☆☆

میں خود سجدہ میں خود ساجد میں خود ہی ذاکر و مذکور
یہ کیا بکواس ہے معروؔف ایسی مئے پرستی میں

نہ آیا ہوں

عروجِ بام پر ہوں میں نہیں جاؤں گا بستی میں
یہیں تھا اور یہیں پر ہوں نمایاں اپنی ہستی میں

میری ہستی کا ہر ذرہ سنائے صوت سرمد کو
تڑپ اُٹھے کئی منصور میری ایک ہستی میں

کسی سے میں ہوں پیدا نہ کوئی مجھ سے ہے پیدا
نہ بندہ ہوں نہ مولا ہوں صدائے 'ھو' کی بستی میں

میں تھا خود کُنت کنزاً میں تو کنزاً مخفی تھا مجھ میں
میں خود بارِ امانت کا اٹھایا بوجھ مستی میں

ہوں خود ہی آپ پرشیدا ہوں خود ہی آپ کا طالب
میں خود عاشق ہوں اور معشوق دونوں ایک ہستی میں

اَنا مجھ میں ثناء مجھ میں فنا مجھ میں بقا مجھ میں
میں اظہارِ دو عالم ہوں بلندی ہو یا پستی میں

تعیّن میرے اسماء کا پیا فہمیؔ ہو یا معروفؔ
کہ خیرالماکرین بنکر ہوں چھپا کُن کی بستی میں

گنج لامکاں

گنج خفی سے جب کبھی قطرہ جدا ہوا
ظاہر کے لوٹ پوٹ سے ظاہر خدا ہوا

ہے عین میں ہی غین کا نقطہ لگا ہوا
نقطے کے بیچوں بیچ میں کیسا چھپا ہوا

سرّ خفی بھی سر میں وہ ایسا مقام ہے
کوئی تلاش کیا کرے خود لاپتہ ہوا

دو میم کی ہی حد میں محمد کا راز ہے
آدھی کمان سے بھی یہ عقدہ کھلا ہوا

ہوں 'ب' کا نقطہ 'نون' میں اور دال سے داخل
ہجرت کیا ہوں 'ھ' سے تو بندہ خدا ہوا

رب تو وہی ہے جس کو سمجھ لو کمالِ روح
جب روح راضی ہوگئی ' راضی خدا ہوا

یہ کھیل پیر فہمیؔ سمجھنا محال ہے
حیران ہوں میں خود ہی تماشا بنا ہوا

اللہُ لِلّٰہ اور لہٗ 'ھُو' کو جان لو
معروفؔ ان مقاموں سے میرا پتہ ہوا

یار می رقصم

جنونِ عشق میں کرتے ہیں پیشِ یار می رقصم
زمانہ روک نہ پایا سرِ بازار می رقصم

یہ مقبول عبادت ہے عبادت کا طریقہ بھی
تمہارا ذکر کرنا اور طوافِ یار می رقصم

نہ کعبے سے غرض ہم کو نہ بت خانے سے کچھ مطلب
دیار دل میں ہوتا ہے سدا دیدار می رقصم

کٹایا سر کو سجدے میں حُسین ابن علی نے جب
پکار اُٹھی جبین کربلا سردار می رقصم

شراب عشق نظروں سے پلایا ساقیا جب سے
مہک اٹھا یہ سارا میکدہ گلزار می رقصم

وجود آدم خاکی میں ہیں سِرّ نہاں بن کر
بتایا نام اپنا پیر فہمیؔ یار می رقصم

سمجھ خود بن کے بیٹھے ہیں سمجھ میں آئے نہ معروفؔ
تجسس خانے میں آتے ہیں وہ دلدار می رقصم

دل میں نظر میں نقشہ جمانے کی دیر ہے
دم کو مصفّا دل کو جِلانے کی دیر ہے
☆☆☆
کھل جائے گا معمہ من و تو کا آج ہی
اَنت اَنَا کا پردہ اٹھانے کی دیر ہے
☆☆☆
یہ فانی بت ہیں آج ہی مٹ جائیں گے سبھی
رازِ اِلٰہ‘ خود میں ہی پانے کی دیر ہے
☆☆☆

دیر ہے

آجائے گا سمجھ میں خودی اور خدا کا راز
دست یداللہ ہاتھ میں آنے کی دیر ہے
☆☆☆
ٹھوکر سے جی اٹھیں گے یہ مردے بفضل حق
شان خودی خدا میں سمانے کی دیر ہے
☆☆☆
جل جائے آسمان و زمیں ایک آن میں
آہوں میں اپنی آگ لگانے کی دیر ہے
☆☆☆
ہوتے ہیں پیر فہمیؔ سے تابندۂ چراغ
محفل میں رنگ ان کو جمانے کی دیر ہے
☆☆☆
تصویر یار آئے گی معروفؔ سامنے
خود کو نظر کے سامنے آنے کی دیر ہے

بنے بیٹھے ہیں

دیدۂ ذوق کا ارمان بنے بیٹھے ہیں
پردۂ ذات میں انسان بنے بیٹھے ہیں

آپ کے دم سے ہی آباد ہے عالم کی حیات
چھپ کے نظروں سے وہ ایمان بنے بیٹھے ہیں

جانے کیا رکھا ہے آدم میں خزانہ یارب
سب فرشتے وہیں دربان بنے بیٹھے ہیں

ذات اقدس سے ہوا فیضِ مقدس کا ظہور
ایک ہی جان میں دو شان بنے بیٹھے ہیں

ذوقِ عرفان میں نکلے ہیں مکاں سے باہر
نفسِ عارف میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں

پیر فہمیؔ ذرا اب رازِ حقیقت کہہ دو
نکتے کے بھید میں قرآن بنے بیٹھے ہیں

خود کو کھو دینا ہی پانا ہے خدا کو معروفؔ
کنتُ کنزاً کا وہ فرمان بنے بیٹھے ہیں

☆☆☆☆☆☆

اسمِ ھو

اک اسم 'ھو' کا مسمیٰ بنا ہوں میں یارو
ہر ایک منکے میں خود پھر رہا ہوں میں یارو

یہ تخم 'ھو' میں تھا پوشیدہ نخل، دو عالم
ظہورِ واجب و ممکن بنا ہوں میں یارو

بہ شانِ تنزیہ صورت ہے ایک بے رنگی
بنامِ تشبیہ رنگِ حِنا ہوں میں یارو

میرے ہی دم سے ہے موجِ صفات کی ہستی
کہ اپنی ذات میں بحر بقا ہوں میں یارو

میں خود ہوں ناظر و منظور سِرّ وحدت میں
کہاں یہ غیر کو سجدہ کیا ہوں میں یارو

جو ہیں غیاب میں ان کے لئے تو آج بھی ہے
وہ نکتہ ذات کا بحر عماء ہوں میں یارو

یہ پیر فہمیؔ نے بتلایا عرش کو پلٹو
شرع کے دام میں آکر پھنسا ہوں میں یارو

یہ اسم 'ھو' میں ہی پوشیدہ ہوگیا معروفؔ
ہر ایک شئے سے نکلتی صدا ہوں میں یارو

☆☆☆☆☆

معمہ باسمِ خدا

سمجھنا ہی مشکل یہ راز عجب ہے
خدا اسم ہے اور بندہ لقب ہے

نہ سمجھے معمہ ابھی تک ملائک
ہے ظاہر میں آدم تو باطن میں رب ہے

تھا گنجِ خفی میں چھپا نورِ احمد
ہوا کُن سے ظاہر یہ رازِ غضب ہے

نفخ کہہ کے داخل ہوا جب جسد میں
کئے قدسیاں سر بہ سجدہ ادب ہے

ہوا وحدہٗ سے لہٗ عبدہٗ میں
ازل میں تھا جیسے وہی آج اب ہے

خدا تخم ہے تو یہ بندہ شجر ہے
یہ ظاہر میں بندہ وہ باطن میں رب ہے

نہ بندہ خدا ہے سوا پیر فہمیؔ
تجسّس میں اس کے زبان بند لب ہے

ازل میں تھی جو ذات ظلمت میں معروفؔ
وہی نورِ اعظم اجالے میں اب ہے

بھلا دیا

رخسار سے صنم جو پردہ اُٹھا دیا
جو کچھ لکھا پڑھا تھا وہ پل میں بُھلا دیا

کافر نگاہِ ناز پہ قربان جائیے
دل بندۂ خدا تھا تو کافر بنا دیا

چکّر میں دیر و کعبہ کے ہوتے رہے خراب
راز خودی بتا کے وہ سب کچھ چھڑا دیا

پہلا سبق الف کا زُلفوں سے ہے دیا
زیر و زبر کو پیچ و خم میں بتا دیا

ہم کو بنا کے آئینہ زُلفیں سنوار لی
بن کے تماشا خود ہی تماشا بنا دیا

اُن کا ظہور ہوتے ہی معدوم ہو گئے
جیسے کہ کوئی شمع کو سورج دکھا دیا

سب حسرتیں نکل گئیں خانہ خراب کی
جلوہ جمال یار نے آکر دکھا دیا

آنکھوں کے تِل ملانے سے دیدار ہو گئے
فہمی پیا کا آئینہ چہرہ دکھا دیا

معؔروف اُٹھ رہا ہے نشیمن سے اب دھواں
ہنس ہنس کے دل پہ یار نے بجلی گرا دیا

کافر صنم

کافر صنم کا چہرہ یہ ہر آن سامنے ہے
شان بتاں میں جلوائے رحمٰن سامنے ہے

کعبہ کلیسا مندر و آتش کدہ سبھی
تعمیر ایک قلب ہے عرفان سامنے ہے

مسجد میں ہو اذان یا مندر میں کچھ بھجن
دونوں مکاں کا مالکِ سلطان سامنے ہے

روشن دماغ و دل ہوئے ان کے کرم سے آج
معراج بندگی ہے یہ سبحان سامنے ہے

اَسرا کا راز کیا ہے یہ ذوقِ نظر کے پاس
تخت زمیں پہ نقشہ یہ ہر آن سامنے ہے

مدت سے پھر رہا ہوں رہتا ہوں اپنی دھن میں
جانے خدا کہاں ہے یہ انسان سامنے ہے

فکر و نظر کو مستی یہ فہمیؔ پیا نے نے بخشی
صبر و قرار حاصل ایمان سامنے ہے

معروفؔ پیر فہمیؔ تو ہے مظہر خدا
پرواز بے خودی ہے تو پہچان سامنے ہے

خلاصہ باسم عبد

خدا تخم ہے گر تو بندہ شجر ہے
مگر قابل دید کس کی نظر ہے

ملا تخم سے جس نے پہنچا شجر تک
یہ چھوٹی سی ہجرت کا لمبا سفر ہے

ہوا خود ہی ظاہر کہا غیب میں ہوں
وہی چشم بینا وہی حق نظر ہے

مجھے کفر کا فتویٰ دینا ہے دے لو
بشر جس کو کہتے ہیں الٹا شجر ہے

ثمر اسم اعظم کے لگتے ہیں اس میں
کہ آب حیات اس کی نوری نظر ہے

کوئی جا کے پوچھو خدائی میں کیا ہے
وہی جلوہ افروز شام و سحر ہے

وہ ذات و صفات میں چھپ کر ہے آیا
کہ خود نکتہ تحریر بن کر ادھر ہے

کیا پیر فہمیؔ نے اس دل کو روشن
انھیں پر نچھاور یہ جان و جگر ہے

خلاصہ ہے اس کا بس اتنا ہی معروفؔ
ہے تخمِ مجمل مفصل شجر ہے

نظروں میں رہنے والے

تیرے دیوانے بھلا تجھ کو بتا کیا سمجھے
سمجھے بندہ یا تجھے بندے کا خدا سمجھے

*

ڈھونڈنے پر بھی تیرے ملتے نہیں نقش قدم
کیسے پائیں گے بھلا جس کا نہ سایہ سمجھے

*

چھپ کے نظروں سے مگر نظروں میں رہنے والے
چشم بینائی بنی آنکھ کا پردہ سمجھے

*

شکل آدم سے عیاں ہوتی ہے صورت کس کی
سمجھے صورت یہ میری یا تیرا نقشہ سمجھے

*

آ بھی جاؤ میرے اس خانۂ خلوت میں صنم
تا کہ پردہ بھی رہے جلوے کا جلوہ سمجھے

*

صورت یار ہوئی آئینہ دل سے ظاہر
عرشِ اعظم کہیں یا کعبے کا کعبہ سمجھے

*

پیر فہمیؔ کا ہے یہ راز نہانی اونچا
خاکِ اطہر میں چھپا گوہرِ یکتا سمجھے

*

آگئی دست میں یہ قوتِ یدِ بیضا
اس کو معروفؔ ہم ان کا ہی صدقہ سمجھے

سمایا ہے

نور میں نور جب سمایا ہے
نکتہ تحریر بن کے آیا ہے

نور احمد کا اوڑھ کر جامہ
باغِ کثرت میں غل مچایا ہے

جابجا نام والا ہے موجود
یار کا جسم ہے نہ سایا ہے

شعبدہ کاری ہم کو دکھلانے
سرتاپا کلمہ بن کے آیا ہے

روح پلٹو تو حور ہوجائے
ایسا الٹا ہُنر سکھایا ہے

تاج بخشا ہمیں خلافت کا
لی ہے بیعت کہاں بتایا ہے

رازِ آدم فرشتے پا نہ سکے
پردہ مرشد نے وہ اٹھایا ہے

راز اپنا بتانے خود ہمدم
پیر فہمی کا روپ لایا ہے

پہلے اپنی خبر لو کچھ معروفؔ
دریا قطرے میں چھپ کے آیا ہے

خوابِ عدم

خواب عدم سے پیر نے مجھ کو جگا دیا
اپنی خودی میں اپنے خدا کا پتہ دیا

کن کی صدائیں آج بھی سنتا ہوں رات دن
ایسی صدا کے عرش سے مجھ کو گرا دیا

ہے تنزیہ حسب میرا اور تشبیہہ نسب
غیب و شہود دونوں میں جلوہ دکھا دیا

کہتے ہیں لامکاں جسے وہ سِر ہے سِر میرا
عرش و زمیں کا راستہ دم میں بتا دیا

راز و نیاز اپنا چھپانے کے واسطے
اک قطرۂ حقیر کو پردہ بنادیا

آدم کے آئینے میں وہ خود ہو کے جلوہ گر
آدم کو سب فرشتوں کا قبلہ بنادیا

اس میم کے محل میں سنو رب کا راز ہے
اپنی خودی نے راستہ معراج کا دیا

احسان پیر فہمیؔ کا کیسے ادا کروں
معروفؔ کو لباس مکر سے بچا لیا

جانتے ہیں

یہ زاہد تو دیر و حرم جانتے ہیں
خبر اس کے آگے کی ہم جانتے ہیں

ذرا ٹھرو سب بھید کھُل جائے گا
وہ تارِ نفس کا بھرم جانتے ہیں

کہاں ہے وہ غارِ حرا ہم کو بتلا
وہ جبرئیل پر تھا کرم جانتے ہیں

زمیں سے ہیں کتنا سفر لا مکاں کا
فقیر نفس ہر قدم جانتے ہیں

اُلجھنا ہے جس کو اُلجھ کر تو دیکھو
کیا زیر و زبر پیچ و خم جانتے ہیں

تیرے چاہنے والے مستی میں آکر
تیری بے رُخی کو کرم جانتے ہیں

نہ کافر نہ مومن نہ عارف نہ زاہد
مکر کے یہ پھندے ستم جانتے ہیں

نہ چھیڑو ہمیں ہم ہیں عاشق دیوانے
کہ ہم تو مزاجِ صنم جانتے ہیں

ہمیں سے ہے ظاہر ہمیں سے ہے باطن
وہ پردہ نشیں کا بھرم جانتے ہیں

یہ سارے ہی نقشے ہیں فہمیؔ پیا کے
وہ دنیا میں رہ کر عدم جانتے ہیں

حقیقت ہماری ہے اتنی ہی معروفؔ
اک قطرے میں دریا بہم جانتے ہیں

نقشۂ محبّت

محبّت کے جو نقشے قلب میں تیار ہوتے ہیں
اُبھر کر وہ تصوّر میں رُخِ دلدار ہوتے ہیں

وہی بارِ امانت کا ہوا حامل بھی حافظ بھی
حواسِ قلب جس کے ہر گھڑی بیدار ہوتے ہیں

میسّر جن کو ہوتی ہے یہاں اخلاص کی دولت
دلِ کعبہ اُنھیں کی خاک سے تیار ہوتے ہیں

کتابِ صورتِ جاناں پڑھائی جب سے دلبر نے
جھکا تا سر کو ہوں میں آپ کے دیدار ہوتے ہیں

خراماں آ رہی ہے ہر جگہ لولاک کی خوشبو
مہکتا ذرّہ ذرّہ ہے گُلِ گلزار ہوتے ہیں

تجلّی سی چمکتی ہے دلِ بے تاب پر میرے
نگاہِ پیر فہمی میں کئی اسرار ہوتے ہیں

کہ جن کے قلب پہ مہرِ نبوت ثبت ہے معروفؔ
یہ وہ سکّے ہیں جو ہر دور میں درکار ہوتے ہیں

تول رہا ہوں

وہ بارِ امانت کا وزن تول رہا ہوں
گودڑی سے اپنی لعل گوہر کھول رہا ہوں

نکتے کا بھید رازِ خفی کھول رہا ہوں
پردے میں چھپا ہوں مگر بول رہا ہوں

ذات نبی ہے ذاتِ خدا ذات پیر بھی
تینوں کو ایک دم میں ہی میں گھول رہا ہوں

گنجِ خفی ہے میرے ہی اندر چھپا ہوا
اس واسطے ہر دور میں انمول رہا ہوں

شیطاں سے میں نے پوچھا ہے آدم کا راز کیا
شیطان بولا جب سے میں لاحول رہا ہوں

فہمیؔ پیا کی چشمِ عنایت کا فیض ہے
اشعار کی صورت میں حق بول رہا ہوں

میزانِ معرفت میں تو معروفؔ تول کر
اللہ نبی کا کتنا وزن بول رہا ہوں

چاہیئے

تم کو کثرت میں وحدت اگر چاہیئے
پہلے ذات وصفت کی خبر چاہیئے

عشق و ہمت صداقت خلوصِ نظر
روبرو یار کے با اثر چاہیئے

یہ تو سامان ہے یار کی دید کا
ذکر کچھ صبر کچھ اور اثر چاہیئے

عشق کا خود کو پہلے تو ایندھن بنا
عشق کا دعویٰ پھر اے بشر چاہیئے

خاکِ ہستی سے اُٹھنے لگا ہے دھواں
یار کو جلنے والا ہی گھر چاہیئے

اس خلافت میں پنہاں ہے پیغمبری
قابلِ دید اپنی نظر چاہیئے

پیر فہمیؔ یہ نکلی ہے دل سے صدا
دولتِ سر مدی سر بہ سر چاہیئے

عشق سے ہے یہ روشن فقیری میری
بوئے معروفؔ خیرالبشر چاہیئے

رازِ خفی

پیر و مرشد رازِ مخفی ہم کو یہ بتلائے ہیں
اللہ کے ہی ہاتھوں بک کے اللہ کو ہی پائے ہیں

آ رہا سانسوں میں اپنے پھر عبادت کا مزہ
آتی جاتی سانس میں ہم ذکرِ حق کو پائے ہیں

دل ہے بس انساں کا کعبہ کعبے سے معراج ہوئی
قلبِ مومن عرش اللہ راز کو ہم یہ پائے ہیں

ذوقِ نظر ہے اتنا اونچا عرش بھی چھوٹا لگے
روح الامیں رُک جاتے ہیں ہم یہ کہاں پر آئے ہیں

پردۂ ظلمت ہے ہم میں اس کا ذرا بھی ڈر نہیں
نور کو برسانے والے ساتھ اپنے آئے ہیں

کیا نفی اثبات ہے اس سے کیا حاصل ہے ہمیں
جانِ جاں خلوت کا ہم پردہ اُٹھانے آئے ہیں

حاجتِ ذرّہ نوازی سے مبرّا ہو گئے
بندہ پرور جلوہ اپنا آپ میں دکھلائے ہیں

سرتا پا کلمہ نما ہے ذاتِ ہستی شش جہت
پیر فہمیؔ رازِ کلمہ اس طرح سمجھائے ہیں

نحنُ اَقربَ گنجِ مخفی مَنْ عَرفُ رازِ خفی
بھید یہ قدرت کے ہیں معروفؔ نے جو پائے ہیں

خیال میں پُختگی

کچھ اس قدر خیال کو پختہ بنائیے
وہ آئیں گے نظر میں نظر کو جمائیے

پروازِ نظر اپنی تو اتنی بڑھائیے
زیرِ زمیں سے عرش کا نقشہ دکھائیے

نقشِ قدم بھی یار کے کعبے سے کم نہیں
ہر اک قدم پہ سجدے پہ سجدے لٹائیے

پردہ نشیں ہوں یا کوئی پردہ بنا ہوں میں
ڈوبا ہوں کس خیال میں کچھ تو بتائیے

ہوتی ہے پیدا دامنِ اُمید سے دوئی
شرکِ خفی سے قلب کو اپنے بچائیے

فہمیؔ پیا کا قول ہے ایمان ایسا ہو
ہر اک سانس میں نیا ایمان لائیے

یہ قوّت قلم نہیں شمشیر سے بھی کم
معروفؔ سوچ کر قلم اپنا اُٹھائیے

وجودِ آدمی

وجودِ آدمی ہوکر خُدا کی شان لایا ہوں
میں اپنے آپ میں کون ومکاں کی جان لایا ہوں

چھپا گنجِ خفی، نورِ نبیؐ سرِّ انا مجھ میں
ہزاروں سر میں رکھ کر قیمتی سامان لایا ہوں

حقیقت کو شریعت کی نظر سے دیکھنے والو
اُسی کا نور ہوں اور نور کی پہچان لایا ہوں

ہمارے دم کے اندر رہیں نہاں اسرار یہ کتنے
ہر ایک تارِ نفس میں نیّرِ عرفان لایا ہوں

میرا مرنا ہی جینا ہے میرا جینا ہی مرنا ہے
یہاں مرنے سے پہلے مرنے کا سامان لایا ہواں

میرے فہمی پیا ہیں دل کے اندر خوف کس کا ہے
چھپا کے دریا قطرے میں کئی طوفان لایا ہوں

نفخ کہنے سے پہلے روح کہاں تھی تن کہاں معروفؔ
سراپا راز بن کر راز کا دیوان لایا ہوں

واسطے اللہ

جو سجدے واسطے اللہ کئے وہ نام کے نکلے
کئے جو ذات کو میری بڑے ہی کام کے نکلے

میرے سجدوں کی برکت سے کھلا وہ در محبت کا
سبھی سجدے محبت کے عروجِ بام کے نکلے

ہزاروں پیڑ جنت میں لگایا مالکِ مولیٰ
مگر ایک پیڑ کے دانے بہت ہی کام کے نکلے

ہماری کیا حقیقت ہے خُدا سے پوچھ لے زاہد
پتہ چل جائے گا تجھ کو حرم کس کام کے نکلے

ہماری کیا خطا تھی؟ کیوں اُتارا فرش پہ تو نے
چلو نکلو صدا آئی کلیجہ تھام کے نکلے

خدا کے بعد سجدہ کب روا ہے قول شیطاں کا
خدا کے نام کے سجدے سبھی ہر عام کے نکلے

تلاشِ یار میں دیر و حرم کی ٹھوکریں کھائیں
ہوا معلوم کہ یہ راستے دوگام کے نکلے

حکم تھا ایک سجدے کا کرایا پانچ کیوں سجدے
ہوئے جو چار سجدے پیر فہمیؔ کام کے نکلے

وہ سجدہ نور والا نور کو تھا راز کیا معروفؔ
اسی ایک فکر میں نوؔ ماہ بڑے آرام کے نکلے

تصویر لایا ہوں

محمدؐ مصطفیٰؐ کی بولتی تصویر لایا ہوں
میری ہر سانس میں اللہ کی تحریر لایا ہوں

امانت ہے خلافت ہے نبوت ہے ولایت ہے
چُھپا کر گنجِ مخفی سینہ میں تنویر لایا ہوں

خلاصہ مَن عَرَفَ کا ہوگیا معراج میں جاکر
اُسی دیدہ نشیں کی دیدنی تاثیر لایا ہوں

وہی نقطہ ہوں جس میں ضم ہوا قرآن کا قرآں
حرفِ مخزنِ عرفان کی تفسیر لایا ہوں

الف کا تخم اللہ نے لگایا لا مکاں میں جب
کھلا آدم صفی اللہ وہی تعمیر لایا ہوں

چراغِ مَن عرفَ کو ہاتھ میں لے کر ذرا دیکھو
مُصوّر جس میں رہتا ہے وہی تصویر لایا ہوں

ہمارا سلسلہ ہے قادری اور چشتیہ پیارا
نبیؐ کی غوثؓ کی خواجہؒ کی یہ زنجیر لایا ہوں

ہزاروں شمع روشن ہو گئیں ہیں پیر فہمیؔ سے
اسی شمعؔ ِ خدا دانی سے کچھ تنویر لایا ہوں

بتاؤ عشق کیا ہے حُسن کیا ہے نور کیا معروفؔ
ہزاروں راز دل میں پیچیدہ دلگیر لایا ہوں

بھجن

من کے مندر میں ہے بھجن اپنا — پاس انفاس میں کِشن اپنا

رام کو پالو اپنے تن من میں — رما رگ رگ میں ہے رمن اپنا

نہیں آنا یہاں نہ جانا وہاں — ذرّے ذرّے میں ہے وطن اپنا

یہ امانت کہاں سے آئی ہے — وہ رکھّا تھا کہاں رتن اپنا

پانچ حرفوں میں سارا عالم ہے — چھ/۶ میں آکر چھپا ہے سجن اپنا

پھول کھلتے گئے ولایت کے — قادری چشتیہ چمن اپنا

مَیں خُدا ہوں مگر نہیں اللہ — یار سمجھے نہیں سُخن اپنا

روپ ہر کا لیے ہیں فہمیؔ پیر — ہری سے ہو گیا مِلن اپنا

نورِ احمد کا ہے جسد معروفؔ
لَا الٰـــــہ کا ہے کفن اپنا

بازارِ عشق

عشق کے بازار میں خود کو لُٹا کر دیکھ لے
یار خود موجود ہے پردہ اُٹھا کر دیکھ لے

جستجو کرنا ہے کیا دیر و حرم میں یار کی
اپنے دل میں عشق کی شمع جلا کر دیکھ لے

رازِ ہستی شش جہت اک آن میں کُھل جائیگی
مَنْ عرَفَ کے راز کو خود ہی میں پا کر دیکھ لے

کون اللہ کون بندہ کون شیطاں ہیں یہاں
پردۂ غفلت ذرا غافل ہٹا کر دیکھ لے

پنجتن اللہ نبی ہے کلمہ کے ہر تار میں
ہر نفس کے تار کو دم میں بجا کر دیکھ لے

پیر کے قدموں میں رہنا ہے عروجِ بندگی
ہر ادا سے پیر فہمیؔ کو منا کر دیکھ لے

معنے بعیت کے یہی ہیں بیچ دے اپنی خودی
ہو جا تو معروفؔ حق ہستی مٹا کر دیکھ لے

***

دوگانہ

کلمۂ طیبّ کا یہ ہے افسانہ
ایک مُصلّے پہ ہے یہ دوگانہ

دیکھ لیتے ہیں بند آنکھوں سے
کس میں کتنا ہے ظرفِ پیمانہ

دم میں ان کے خُدائی رقصاں ہے
کون جانے کہاں ہے دیوانہ

ہو گیا ہے وجود سے ثابت
کون شمع ہے کون پروانہ

جس کو آبِ حیات کہتے ہیں
لا اِلٰہَ کا ہے وہ میخانہ

جس نے ہستی کو اپنی پہچانا
وہی آدم یہاں ہے دُرِّ دانہ

عشق میں خود کو وہ مٹائے گا
پیر فہمیؔ کا جو ہے دیوانہ

خود کی معراج اس کو کہتے ہیں
خود میں معروفؔ خود کو پا جانا

تماشہ

کیا تماشہ ہے زندگی کا
آدمی بُلبلا ہے پانی کا

رمزِ کلمہ سمجھ ارے ناداں
اس میں پہلا سبق ہے فانی کا

لامکاں سے مکاں میں آیا ہے
ہے سفر تیرا لا مکانی کا

دم میں آدم کی حق شناسی ہے
ہے مزہ دم میں لن ترانی کا

صاف کہنے لگا ہے ملک الموت
بھید بھاری ہے زندگانی کا

چار۴ دن کی تیری جوانی ہے
حق ادا کرلے کچھ جوانی کا

پڑھ لے کلمہ تو پیر فہمیؔ سے
لے سبق آج مَـنْ یَّـرَانـِیْ کا

تو شہنشاہِ وقت ہے معروؔف
کام کر اپنی حکمرانی کا

رازِ ہستی

رازِ ہستی میری ہے سمجھانا
عارفانہ ہے یا فقیرانہ

نورِ حق یا کہ نور احمد ہوں
مجھ میں کس کی تجلی دکھلانا

پانچ۵ حرفوں کے پانچ۵ سجدے ہیں
کون چھٹا امام بتلانا

کہاں محراب ہے کہاں منبر
کہاں خُطبہ کہاں ہے دوگانہ

آٹھ اللہ جو کہتے اس تن میں
کہاں آخر چھپے ہیں بتلانا

جس میں اللہ نبی ہیں شیطاں ہے
پیر فہمیؔ کا ہے وہ میخانہ

جس نے کلمہ پڑھا وہ کافر ہے
کچھ تو معروفؔ راز سمجھانا

بتانا پڑا

نفس شیطاں کو جنت میں جانا پڑا ایک دانۂ گندم کِھلانا پڑا
لام الف کی عجب کھینچا تانی ہوئی میم کا اک پردہ اُٹھانا پڑا

ایک 'لا' سے ملا اک 'لا' جس گھڑی ایک نقطہ چھپا ایک نکتہ کُھلا
لا مکاں میں اندھیرا پڑا تھا بہت نور کی اس کو شمع جلانا پڑا

بھید سرِ نہانی کا ہے پُر غصب خاک اور نور کا ہے یہ کھیل عجب
راز اپنا بتانے کے واسطے خود فرشتوں سے سجدہ کرانا پڑا

بن کے احمد گئے وہ سرِ عرش پر بن کے آدم رہے وہ سرِ فرش پر
فرش پر دھوم ہے عرش پر دھوم ہے کچھ بتانا پڑا کچھ چھپانا پڑا

جب نفخ کہہ کہ وہ یار داخل ہوا　　اَمرِ ربّی کا اُس دم تو عقدہ کھلا
دم کی کیا ہے حقیقت بتانے ہمیں　　دم میں آنا پڑا دم میں جانا پڑا

بھیس میں پیر فہمیؔ کے آیا ہے وہ　　کیا ہے ’لا‘ کیا ہے ’اِلٰہ‘ بتایا ہے وہ
خود شرابً طھورا پلاکر ہمیں　　دم میں کلمے کا جھُولا جھولانا پڑا

پنجتن پاک کا خوب برزخ ہے یہ　　ایک معمہّ ہے یہ خدا کی قسم
کیا حقیقت ہے معروفؔ پانے ہمیں　　خود میں غوطے پہ غوطہ لگانا پڑا

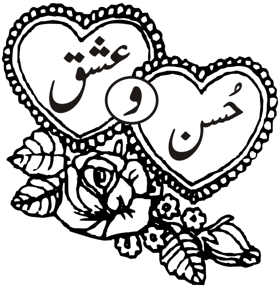

نفسِ امّارہ کے اندر عشق جلوہ گیر ہے
جس طرف ڈالو نظر کیا حُسن کی تصویر ہے

نور کے سانچہ میں ڈھل کر حُسن آیا ہے یہاں
کوہِ سینہ کی تجلّی عشق کی تنویر ہے

سِدرَہ کے آگے گیا بس نورِ احمد کا جمال
لاَ مکاں کی ظلمتوں میں نور کی تنویر ہے

نٓ (نون) میں تھا پوشیدہ پر وٓ (واو) سے وہ خود ہوا
رٓ (رے) سے وہ پھر رب بنا یہ نور کی تفسیر ہے

حٓ (حاء) کے معنی ہے وجود سٓ (سین) سے سرِّ خُدا
نٓ (نون) سے نورِ نبیؐ یہ حُسن کی تعمیر ہے

عٓ (عین) میں نکتہ نما ہے کُلَّ شَیءٍ شٓ (شین) سے
قٓ (قاف) سے قُل امرِ ربِّی عشق کی تفسیر ہے

نفس کی ترکوٹ میں ہے ذات کا موتی چھپا
تین نکتوں میں مضمر یار کی تدبیر ہے

پیر فہمیؔ سے ملا معروفؔ نکتے کا یہ راز
ضم ہوا ہے قرآن بھی کیا نقطے کی تاثیر ہے

میم کا پردہ

ایک میم کے پردے میں کیا کھیل نرالا ہے
کثرت کے اندھیروں میں وحدت سے اُجالا ہے

f

ظَلُوْماً جھولا بن کر بارِ اَنا اُٹھایا
اس بارِ امانت کا کچھ بھید نرالا ہے

f

قطرے میں چھپا دریا جیسے صدف میں موتی
وہ بند ہے بندے میں اور خود کو سنبھالا ہے

f

ہر نام کے ہیں معنی اللہ ہے بے معنی
اس راز کو تم پاؤ کیوں نام میں تالا ہے

f

کیا چیز پلائی ہے فہمیؔ کے تصدّق میں
یہ نغمہ خفی کا ہے تم نے ہی اُچھالا ہے

f

مَنۡ عَرَفَ کا آئینہ معروفؔ خود میں دیکھو
قدۡ عَرَفَ کے جلوؤں سے ہر دم میں اُجالا ہے

پردۂ صورت

کس تصوّر میں یہ تصویر بنائی ہو گی
کون سی اس میں سیاہی کو لگائی ہوگی

کس جگہ بیٹھ کے تصویر نمائی ہوگی
پہلے آدم کی یا حوّا کی بنائی ہوگی

اُس کو شیطان کا آتا نہ بھلا کیسے خیال
گنجِ مخفی میں وہ ہلچل جو مچائی ہوگی

کس کی صورت پہ یہ صورت کو بنائی ہو گی
صورِ عین سے تصویر نمائی ہوگی

اک صورت کی دو تصویر نہیں ہو سکتی
ورنہ توحید میں یہ نقص نمائی ہوگی

پیر فہمی کے ہے پردے میں وہ صورت پیاری
نور ہی نور کے سانچے میں بنائی ہوگی

لوحِ ہستی سے اناَ کو تو مٹاؤ معروفؔ
ورنہ ہر بات تیری صرف بڑائی ہوگی

چلے گئے

رازِ خفی سے پردہ اُٹھاتے چلے گئے
گھر گھر میں محمدؐ کو دکھاتے چلے گئے

پوچھا خدا کہاں ہے یہ رازِ خودی ہے کیا
آئینہ میرا مجھ کو دکھاتے چلے گئے

وحدت کا میکدہ ہے شرابِ طہور ہے
آنکھوں سے اپنے جام پلاتے چلے گئے

منصور دار سے یہی دیتا رہا صدا
سانسوں میں اَنا الحق وہ سُناتے چلے

منزل میں ایک 'لا' کے ہیں ہوش وحواس گم
'لَا' کا نظارہ 'ھو' میں کراتے چلے گئے

اپنی خودی خدا ہے خدا میں خودی چُھپی
رازِ خدا خودی میں بناتے چلے گئے

ہر اک نفس خدائی ہے کلمے کے تار میں
کلمے کا تار دم میں بجاتے چلے گئے

روشن دماغ و دل ہوا اُن کے کرم سے آج
کلمے کی شمع دم میں جلاتے چلے گئے

فہمیؔ پیا ہیں ہر جگہیں نوری لباس میں
ہر شئے میں نور بن کے سماتے چلے گئے

کس سے کہو گے راز یہ معروفؔ چُپ رہو
دیوانگی میں راز سُناتے چلے گئے

اُٹھا کر چلے گئے

حسنِ ازل کا نغمہ سنا کر چلے گئے
دم کو مُصفا دل کو جِلا کر چلے گئے

سمجھے نہیں ہیں کون بشر کے لباس میں
ایک میم کا تھا پردہ اُٹھا کر چلے گئے

ہیں بے خبر فرشتے وہ تو دم کا راز ہے
ذکرِ خفی سے دم کو سجا کر چلے گئے

عشق خودی سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی نشہ
اِنّـیِ اَنَـا نظر سے پلا کر چلے گئے

دو نور سے ہی ہو گیا عالم کا یہ ظہور
اِس نور میں وہ نور ملا کر چلے گئے

چودہ طبق کا راز تو اک 'لا' میں ہے چھپا
پہلا سبق ہے کلمہ پڑھا کر چلے گئے

کعبہ، کلیسا، مندر و مسجد میں کیا ملا
پنڈت و ملاّ ٹھوکریں کھا کر چلے گئے

دم تھا بنا امام وہ تن کے مصلےّ پر
تن میں نمازِ روح پڑھا کر چلے گئے

صورت پہ کس کی شیدا یہ فہمیؔ پیا ہوئے
اپنے ہزار وجود دکھا کر چلے گئے

سر سے یہ پیر تک تیرے لاکھوں قرآن ہیں
معروؔف ایک دم میں پڑھا کر چلے گئے

خیال آیا

خُدا کو گنجِ مخفی سے نکلنے کا خیال آیا
بنا کر نور کا نقشہ سمانے کا خیال آیا

خلافت اور نبوّت کو چلانے کا خیال آیا
عمامہ نور کا سر پر سجانے کا خیال آیا

بنایا برزخِ کُبرا بشکلِ آدم و حوّا
خدا کو اپنی صورت جب دکھانے کا خیال آیا

پہن کر نور کا جامہ وہ نکلا یار پردے سے
خُدا کو جب محمد بن کے آنے کا خیال آیا

ہر ایک منکے میں لاکھوں انبیاء ہیں اولیاء سارے
ہزاروں نقشے آدم میں چھپانے کا خیال آیا

جگانے خوابِ غفلت سے بجایا ساز وحدت کا
محمدّ پیر فہمیؔ کو جگانے کا خیال آیا

بنایا کس لئے عالم حقیقت جان لو معروفؔ
کہانی عشق کی اپنی سُنانے کا خیال آیا

جوان رہتا ہے

حُسن ہر دم جوان رہتا ہے
عشق جب مہربان رہتا ہے

ترچھی بانکی ہے عشق کی یہ گلی
ہر گھڑی امتحان رہتا ہے

کون آتا ہے کون جاتا ہے
کلمۂ طیّب کا دھیان رہتا ہے

چودہ۱۴ دروازے ایک مکان میں ہیں
کس جگہ یہ مکان رہتا ہے

وہی پاتے ہیں ہوش کو اپنے
جس کا دم پر ہی دھیان رہتا ہے

پیر فہمیؔ ہے ساقیِ دوراں
ہر گھڑی مہربان رہتا ہے

ہے مکاں اب تیرا کہاں معروفؔ
تجھ میں ایک لا مکان رہتا ہے

ہم جانتے ہیں

کون ہے صاحبِ عرفان یہ ہم جانتے ہیں
کہاں نازل ہوا قرآن یہ ہم جانتے ہیں

ایک نکتے میں ہے اللہ نبیؐ اور شیطاں
خاص نکتے کا ہے عرفان یہ ہم جانتے ہیں

جسم کا جامع پہن کر وہ بشر آیا ہے
وہی بندے میں ہے رحمان یہ ہم جانتے ہیں

نفخ کہتے ہیں جسے پوچھو خُدا سے پہلے
کس لئے تم ہو پریشان یہ ہم جانتے ہیں

ایک سجدہ سے بتا کیوں ہوا شیطاں منکِر
کیوں ہے ضد پر اڑا شیطان یہ ہم جانتے ہیں

معنے پوچھو تو محمدؐ کے محمدؐ سے تم
کیا محمدؐ کا ہے عرفان یہ ہم جانتے ہیں

پیا فہمیؔ کے یہاں کلمہ ملِے گا تم کو
ہے یہ بخشش کا ہی سامان یہ ہم جانتے ہیں

قدموں میں جس کے خُدائی ہے چھپی اے معروفؔ
ہے کہاں وہ تیرا مہمان یہ ہم جانتے ہیں

رازِ خفی

رازِ خفی سے پردہ اُٹھایا ہے پیر نے
دیدار مجھ کو میرا کرایا ہے پیر نے

کیا میری حقیقت ہے یہ کیا میرا راز ہے
آئینہ مَنْ عَرَفْ کا دکھایا ہے پیر نے

کس نور سے بنایا ہے عالم کو خُدا نے
کیا نور کے ہیں معنی بتایا ہے پیر نے

آدم کے دم میں کس کا یہ ہر دم ظہور ہے
پردہ بنا یہ کس کا بتایا ہے پیر نے

زیر وزبر نہ ہوتے تو تشدید کا کیا کام
پیش وجزم یہ کیا ہے سکھایا ہے پیر نے

گیارہ[11] امام ظاہرہ باطن ہے بارھواں[12]
بارہ[12] امام کیا ہیں بتایا ہے پیر نے

کعبہ میں کون رہتا ہے زم زم کے کیا معنی
کعبے کی حقیقت کو دکھایا ہے پیر نے

اللہ و پنجتن کو بھی اُکلی میں دم کی کوٹ
پیرِ مغاں کی گولی بنایا ہے پیر نے

اللہ نبی شیطاں بنے پیر فہمیؔ بھی
چاروں مُصلّے کیسے سجایا ہے پیر نے

معروفؔ بے خودی کا یہ کیسا خمار ہے
وحدت کا نشہ مجھ پہ چڑھایا ہے پیر نے

مجھے معلوم نہ تھا

گنجِ مخفی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کُن سے ظاہر وہ خُدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیس۲۰ پہ آٹھ حروف کا وہ پہن کر جامہ
در بدر یار پھرا تھا مجھے معلوم نہ تھا

عرش سے فرش پہ آیا ہے محمدؐ بن کر
لا کے پردے میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

شبِ معراج میں دو۲ نور کا یہ راز کھلا
خُدا خود بندہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہے کہاں یار کے ہاتھوں کی دیکھ تُرپائی
کتنا باندھا وہ گِرہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

کون انفاس کے ہے پردے میں آتا جاتا
پاس انفاس پتہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیشتر کُن کے وہی تھا تو وہی آیا ہے
پیر فہمیؔ ہی خُدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

پنجتن پاک کا میخانہ بنا ہے معروفؔ
میری رگ رگ میں نشہ تھا مجھے معلوم نہ تھا

ذاتِ وحدت سے آنا پڑا

ذاتِ وحدت سے کثرت میں آنے کو ہم ایک نکتہ الف کا بنانا پڑا
نا بینا کی اک رہبری کے لئے لام کی اس کو لذّت چکھانا پڑا

❖

لام الف دونوں اک ساتھ ملتے رہے ایک 'لا' کی اچانک صورت بنی
پانے کو الف لام کی لذّتیں میم کو راہِ اُلفت بتانا پڑا

❖

یہ الف لام میم کے واسطے سیکڑوں عشق کے بن گئے راستے
جو بھی سمجھا ہے وہ مردِ کامل ہوا نا سمجھ ہے اسے راہ دکھانا پڑا

❖

یہ نکتہ الف ہی سے آدم ہوا سب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا
یہ مقامات سمجھانے آدم کو پھر پہلا اپنا خلیفہ بنانا پڑا

اس الف میں اک لام گمنام تھا — پھر آدم سے حوّا کا عقدہ کھلا
لذّتِ میم پانے اِن دونوں کو — میوہ گندم کا جنّت میں کھانا پڑا

❖

ایک الف میں احد و احمد بسے — اس الف میں آدم و ابلیس چھپے
چارؔ الف کا جب راز کھلنے لگا — بن کے اللہ میاں ان کو آنا پڑا

❖

ایک قندیل میں نور دوؔ دوؔ رکھا — پیر فہمیؔ سے یہ بھید آخر کھلا
لامکاں کے مکاں میں اس قندیل کو — 'ھوٗ' کی کھونٹی میں اس کو ٹنگانا پڑا

❖

راز کی بات ہے راز میں رکھ اسے — راز پاکر نہ شور و غُل تو مچا
کیا حقیقت ہے معروفؔ پانے اسے — ذاتِ وحدت کا پردہ اُٹھانا پڑا

جلال و جمال

نورِ جمال سمجھو کیا نورِ جلال ہے
دونوں میں فرق کِتنا ہے اور کیا کمال ہے

اللہ بھی نور ہے تو محمدؐ بھی نور ہے
یہ نور ہے جلال وہ نورِ جمال ہے

اللہ کے نور سے ہے محمدؐ کا نور جب
نورِ جلال سے ہوا کیسا جمال ہے

کس نور سے ہوا یہ شیطان کا ظہور
نُورِ جلال سمجھیں یا نُورِ جمال ہے

پیشانئ آدم میں تھیں دو نور کی کرنیں
کس نُور کو تھا سجدہ مَلک سے سوال ہے

شیطان نورِ حق کا پُجاری ہوں یہ کہا
سجدہ کروں دوُ نور کو یہ کب حلال ہے

مرنے سے پہلے مرنا تصوف کا قول ہے
وہ کون تھا جو مر گیا کس کو وصال ہے

کیا نور کے ہیں معنی یہ فہمیؔ پیا سے پایا
ضم ہونا خود کے نور میں ہر دم کمال ہے

ایک سانس ہے جلالی جمالی ہے ایک سانس
معروفؔ یہ دلیل ہے نہیں قیل و قال ہے

سیر کرنے آیا ہوں

سیر کرنے آیا ہوں سیر کر کے جاؤں گا
میکشوں کی جنت کو فرش پہ بساؤں گا

یہ کتابِ اُلفت کا پہلا ہے سبق زاہد
جان و ایماں دل میرا اُن پہ سب لٹاؤں گا

کعبے کا یہ کعبہ ہے میرے یار کا کوچہ
ہر قدم پہ دوگانہ سجدوں کو لٹاؤں گا

مَنْ عَرَفْ کے دریا میں غوطہ جب لگاؤں گا
قَدْ عَرَفْ کے موتی کو دم بدم میں پاؤں گا

کون پڑھ رہا ہے یہ کعبہ دیر کے کُتبے
لوحِ ہستی کو میری نقشِ 'لا' بناؤں گا

وہ امامِ میخانہ پیر فہمیؔ یہ بولے
گلشنِ کھپولی کو میکدہ بناؤں گا

ذکر ھو میں چودہ۱۴ یہ در کھلے ہیں اے معروفؔ
مُصطفےؐ کا در ہر در دنیا کو بتاؤں گا

خُدا سے پہلے

محمدؐ نام تھا میرا خُدا کے نام سے پہلے
پیالہ نورِ وحدت کا پیا ہر جام سے پہلے

انَا نورِ محمد کہتے نکلا گنج مخفی سے
نبوّت کا عمامہ سر پہ تھا اسلام سے پہلے

نمازِ عاشقی زاہد نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا
نمازِ وصل دوگانہ پڑھی آرام سے پہلے

پڑھائی ایک سو چودہ رکعتیں سات منزل میں
کیئے چودہ وہ سجدے با ادب ہر گام سے پہلے

صدائے کُن میں تھا مخفی انَا کا نور بن کے میں
الف کا اوڑھ کر جامہ چلا ہوں لام سے پہلے

کیا ذکرِ جلی سرِّ خفی نوری و اخفیٰ بھی
تھا پانچوں ذکر میں مصروف صبح و شام سے پہلے

محمدؐ بن کے آئے پیر فہمی ہر زمانے میں
نقابِ مَنْ عَرَفْ جس نے اُٹھائی بام سے پہلے

کہاں تھا کعبہ بُت خانہ سوائے آپ کے معروف
میرا ہی نام تھا موجود ہر اک نام سے پہلے

الف ۔ لام ۔ میم

لام ۔ الف سے یہ عقدہ کھلا ہے میم کا ایک پردہ چھپا ہے

لام۔ الف پر ’ ھ ‘ کی مہر ہے لام ۔ الف میم کیا ماجرہ ہے

لام کے تیسں۳۰ نکتوں کو سمجھو عشق اس میں ہی جلوہ نما ہے

لام الف کی یہ کیسی کشش ہے میم کا ایک پردہ اُٹھا ہے

پانچ الف سے ہی اللہ میاں ہے رازیہ لَا اِلٰــــہٗ سے کھلا ہے

کیا نماز اور روزہ ہے سمجھو کیا زکوٰۃ اور حج میں چھپا ہے

لام الف میم یکجا ہوئے تو یہ نظام قدرت چلا ہے

یہ سفر لا مکاں کا ہے دلکش جو بھی پہنچا وہ حاجی ہوا ہے

لام الف میں ہی گھر میم کا ہے
میم ’ی‘ ’ن‘ معروفؔ پتہ ہے

کون آیا ہے یہاں

عشق کی شمع جلانے کون آیا ہے یہاں
جسم کو نوری بنانے کون آیا ہے یہاں

◎

دم کے یہ دو۲ تار میں ہی زندگی کا ساز ہے
نغمہ ’ھا ھو ھے‘ سُنانے کون آیا ہے یہاں

◎

عشق کے بندے بھی ہم ہیں عشق کے مولا بھی ہم
عشق میں ہستی مٹانے کون آیا ہے یہاں

◎

عشق کی بنیاد پر ہے حُسن کی تعمیر جب
دونوں عالم کو سجانے کون آیا ہے یہاں

◎

کس میں ہمت ہے جو دیکھے یار کا حُسن و جمال
حُسنِ یکتا کو دکھانے کون آیا ہے یہاں

◎

گنجِ مخفی سے نکل کر پیر فہمیؔ آگئے
کُنتُ کُنزاً کو سُنانے کون آیا ہے یہاں

◎

جھومنا ہے جھومئے اس بات پہ معروفؔ تم
عشق کی دنیا بسانے کون آیا ہے یہاں

امام آیا ہے

بن کے نُکتہ امام آیا ہے
پل میں دونوں جہاں سجایا ہے

ایک قطرے میں بھر کے میخانہ
جام ایسا ہمیں پلایا ہے

جو حقیقت کو نفس کی سمجھا
رب کو خود میں اسی نے پایا ہے

نَحنُ اَقرَبُ کے ہیں یہی معنے
اللہ بندہ میں آ سمایا ہے

تین۳ نکتوں سے ایک الف بنا
راز چھ۶ نکتوں میں چھپایا ہے

پیر فہمیؔ سے راز یہ ہے کھلا
نکتہ تحریر بن کے آیا ہے

پردۂ میم دکھانے معروفؔ
سر پہ نکتہ الف لایا ہے

مکاں و مکیں

اللہ ہے مکیں تو یہ محمدؐ مکان ہے
دونوں ملے تو راز کھلا کیا یہ جان ہے

چاروں حروف کی دیکھ تجلّی کہاں پڑی
قالب یہ جگمگایا محمدؐ کی شان ہے

اٹھارہ[۱۸] عناصر سے ہے یہ میم کا محل
ایک میم کے محل میں یہ کون و مکان ہے

سیرَ فی اللہ کرو خود کے وجود میں
اپنے ہی مکاں میں وہ چھپا لامکان ہے

اللہ فرش پر تو محمدؐ ہے عرش پر
آدم کے دم میں دونوں کی یہ کھینچ تان ہے

اپنا ہے مہندی ہر گھڑی ہر آن سامنے
غافل کا مہندی غیب میں دونوں جہان ہے

بے شک ہے پیر فہمی بشر کے لباس میں
یہ "بَشَرٌ مِثْلُکُمْ" بھی محمدؐ کی شان ہے

معروفؔ ہے مکاں اور مکیں کے یہ درمیاں
سمجھو ذرا یہ کس جگہ اپنا نشان ہے

دیکھو

یہ رازِ خُدا خود میں پا کر تو دیکھو
ایک اِنّیٖ اَنَا اللہ کو گا کر تو دیکھو

خُدائی خودی میں خودی ہے خدا میں
خودی کو خُدا میں ملا کر تو دیکھو

وہی جلوہ فرما ہے دیر و حرم میں
خُدائی کا پردہ اُٹھا کر تو دیکھو

کتابِ خودی کی بھی کرنے تلاوت
یہ دل کا چراغ اب جلا کر تو دیکھو

کہاں پر ہے اللہ کہاں ہیں محمدؐ
ان دونوں کو خود میں ہی پا کر تو دیکھو

خُدا خود ہے بندہ کہیں گے یہ زاہد
شرابِ اَنَا الْحق پلا کر تو دیکھو

ابھی مَنْ عَرَفْ کا یہ عقدہ کھلے گا
ذرا دستِ مرشد ملا کر تو دیکھو

میرے پیر فہمیؔ ہیں تارِ نظر میں
نظر سے نظر تم ملا کر تو دیکھو

ہر ایک سانس ھو ھو سُناتی ہے معروفؔ
یہ سانسوں کا باجا بجا کر تو دیکھو

دکھانا ہوگا

ایک دن خانۂ خلوت میں تو آنا ہوگا
لَا نفی خود میں ہی کر کر کے دکھانا ہوگا

ذاتِ آدم کی حقیقت کو بتانے ہم کو
میم احمد کا وہ پردہ تو اُٹھا نا ہوگا

جو نہ جانا ہے حقیقت کو حقیقت کی قسم
ایک دن نارِ سقر اُن کا ٹھکانا ہوگا

رنگِ اللہ کے گر راز کو پانا ہے جسے
نسبتِ رنگ سے پھر دل کو رنگانا ہوگا

کون اللہ ہے یہاں کون محمدؐ ہیں رسول
ایک سو تین میں غوطہ تو لگا نا ہوگا

پیر فہمیؒ کے ہیں سینے میں وہ رازِ گوہر
سینہ بہ سینہ اُس راز کو پانا ہوگا

راہِ تحقیق میں تصدیق ضروری معروفؔ
اس لئے لَا میں ہی اِلَّا کو جمانا ہوگا

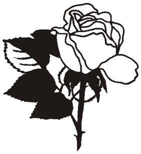

نبوت کی آگ

آگ ہے نبوّت کی میرے آشیانے میں
کوہِ طور جلتا ہے اک جھلک دکھانے میں

جب دیا انا کا جلا لا مکاں کی ظلمت میں
نور نور چھایا ہے ان کے آشیانے میں

نفس، روح، دل کا نشاں ہے خودی میں دیکھو ذرا
سّرِ، نور، ذاتِ خفی میرے تن کے خانے میں

میم کے ہی پردہ میں چھپ گیا احد ہے وہ
بن کے نورِ احمد وہ آ گیا زمانے میں

لام، الف، اور میم کا راز یہ کُھلا ہم پر
دوٗ الف ’لاَ‘ اک بنا میم کے فسانے میں

لانا ان کا منشاء تھا ہم یہاں چلے آئے
جانا اپنی مرضی سے ظرف ہے دیوانے میں

دیکھ لو اے دیوانو پیر فہمیؔ آ گئے ہیں
کتنی راتیں گذرے گی ایک جھلک یہ پانے میں

مَن عَرَفَ کی قندیل میں نور اَنا کا تھا معروفؔ
نور نار وہ ہی ہوا دل کے آشیانے میں

تار میں ہے

میری ہستی ہمیشہ یار میں ہے
یار میرا بھی ایک تار میں ہے

تو ہی منصور میں صور کی صورت
سرِ منصور دیکھو دار میں ہے

اَنَا الحُقّ کہنے والا کون تھا وہ
کس کا سر وہ بتاؤ دار میں ہے

سوا اُن کے نہیں کوئی موجود
دید والا مقامِ یار میں ہے

رحمتِ حق سدا برستی ہے
کون بندہ جو گناہ گار میں ہے

پیر فہمیؔ کا ہے کرم سب کچھ
ورنہ بندہ یہ کس شمار میں ہے

چلو معروفؔ وہاں کی سیر کریں
جہاں لاکھوں خدا قطار میں ہیں

ہم ہیں معروفؔ اس کی رحمت میں
جس کے خود بھی خُدا خمار میں ہے

رکھتے ہیں

مُنہ میں حق کی زبان رکھتے ہیں
خود میں کون و مکان رکھتے ہیں

کون ہم ہیں کہاں سے آئے ہیں
باخبر لوگ دھیان رکھتے ہیں

من عرف قد عرف کا راز کھلا
عبد میں رب کی شان رکھتے ہیں

عرشِ اعظم کو وہ ہی چھوتے ہیں
جو بھی اُونچی اُڑان رکھتے ہیں

بند کرتے ہیں نو۹ وہ دروازے
دسویں در کا جو گیان رکھتے ہیں

وہی حق کی شراب پیتے ہیں
کلمہ جو با ایمان رکھتے ہیں

پیر فہمیؔ نے بخشا رازِ خفی
ہم بھی حق کا نشان رکھتے ہیں

کرنے خود کی تلاوتیں معروفؔ
خود میں اُمُّ القرآن رکھتے ہیں

لوحِ ہستی مٹائے جاتے ہیں
اُن کا نقشہ جمائے جاتے ہیں

درِ جاناں پہ ہے جبیں اپنی
بگڑی قسمت بنائے جاتے ہیں

چشمِ جاناں کی ہے عجب تاثیر
رونے والے ہنسائے جاتے ہیں

جس نے سمجھا مقام دل اپنا
رُتبے اس کے بڑھائے جاتے ہیں

ہر جگہ بات بن ہی جاتی ہے
صدقہ مرشد کا پائے جاتے ہیں

بات جو بھی کرو سمجھ کے کرو
بات کے پر لگائے جاتے ہیں

رند کو پر لگا پرند بنا
اُڑنے والے اُڑائے جاتے ہیں

پیر فہمیؒ کا ہے کرم معروفؔ
لاج اپنی نبھائے جاتے ہیں

مرشد میرے مرشد

پیر و مرشد تیری مہربانی رہے
تیری خدمت میں یہ زندگانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

تیرے دامن سے سب کچھ ملا ہے
راز گنجِ خفی کا کھلا ہے
میں تیرا ہو گیا تو میرا ہو گیا
عشق میں تیرے یہ زندگانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

میرے ظاہر پہ تو چھا گیا ہے
بن کے باطن بھی تو آگیا ہے
میری خلوت میں تو میری جلوت میں تو
دونوں عالم میں تیری نشانی رہے
مرشد و میرے مرشد۔۔۔۔

کتنا اعلیٰ یہ مرشد ملا ہے
اللہ والا یہ مرشد ملا ہے
ملا مرشد کا گھر کھلا باطن کا در
تیرے جلوؤں کی مرشد روانی رہے
مرشدو میرے مرشد۔۔۔۔

راز کلمے کا اُن سے ملے گا
بھید یہ من عرف کا کھلے گا
کلمہ اُن کا دھرم رکھے سب کا بھرم
سب کی سانسوں میں کلمہ روحانی رہے
مرشدو میرے مرشد۔۔۔۔

پیر فہمیؔ سے عقدہ کھلا جب
پردہ اِنّی اَنا کا اُٹھا اب
میں ہوں تیرا پتہ تو ہے میرا پتہ
رازِ ہستی میری لامکانی رہے
مرشدو میرے مرشد۔۔۔۔

یہ جو معروفؔ نسبت بڑی ہے
نسبت اولیاء کی کڑی ہے
قادری سلسلہ غوثؓ کا سلسلہ
غوثِ اعظمؓ کی نسبت لاثانی رہے
مرشدو میرے مرشد۔۔۔۔

کلمے والا ہے

کلمہ سانسوں میں جس نے ڈالا ہے
اس کی ہر سانس میں اُجالا ہے

کھول سکتا نہیں وہ رازِ خفی
کیا کروں اب زباں پہ تالا ہے

کس نے شیطاں کو راز بتلایا
دال میں کچھ نہ کچھ تو کالا ہے

جس نے رازِ خودی کو جان لیا
وہی مومن ہے کلمے والا ہے

کبھی بندہ کبھی وہ مولا ہے
نکتہ وحدت کا یہ نرالا ہے

پیر فہمیؔ کا ہے کرم معروفؔ
ہم نے کونین کو سنبھالا ہے

یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت میں تیری آیا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے
میں نور میں نہایا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

تو کہاں وجودِ نوری ✻ میں کہاں وجودِ خاکی
تنِ خاک میں سمایا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت کا فیض ہے یہ ✻ غوث الوریٰؓ کا صدقہ
مجھے قادری بنایا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں تیری نوازشوں کا ✻ احسان کیا چکاؤں
میرا حوصلہ بڑھایا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

ڈوبا تھا رنج و غم میں ✻ میری ناؤ تھی بھنور میں
نا خُدا تو بن کے آیا ✻ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میرے ہر گناہ پر جب ❖ رحمت کو جوش آیا
میرے عیب کو چھپایا ❖ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

یہی ناز یہ فخر ہے ❖ تیری مجھ پہ جو نظر ہے
تیرے عشق کو میں پایا ❖ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میں بھٹک رہا تھا در در ❖ پھرتا تھا مارا مارا
تیرے سائے میں جو آیا ❖ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

نسبت کا جو بھرم ہے ❖ پیر فہمیؔ کا کرم ہے
میری لاج کو نبھایا ❖ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

تیرے عشق میں مٹا تو ❖ پایا مقام معروفؔ
مجھے کیا سے کیا بنایا ❖ یہ کرم نہیں تو کیا ہے

میرا صنم

بہت پیار کرتے ہیں مرشد سے ہم
خُدا نہ کرے یہ محبت ہو کم

تصوّر تمہارا میری بندگی ہے
تمہیں دیکھنا کیا خدا سے ہے کم

کوئی گم ہوا ہے جلوؤں میں تیرے
کوئی گا رہا ہے صنم ہی صنم

تیرا در درِ مصطفٰے بن گیا ہے
یہاں سر جھکاتے ہیں سارے صنم

وہیں میرا کعبہ وہیں ہے مدینہ
جہاں پر تمہارا ہے نقشِ قدم

تیرے در کی مٹی بہت قیمتی ہے
کہ لاکھوں بنے ہیں ارم و حرم

میرے پیر فہمیؔ کی نسبت بڑی ہے
اسی کی بدولت ہے ہمارا بھرم

کھلا نکتہ معروؔف یہ میرے صنم سے
خُدا نور بن کر خودی میں ہے ضم

محفل سجی ہے

پیر فہمیؒ کی محفل سجی ہے
پیر عادل بھی آئے ہوئے ہیں
کلمے والوں کی یہ شان دیکھو
نور میں سب نہائے ہوئے ہیں

تاج والے بھی آئے ہوئے ہیں
لاج والے بھی آئے ہوئے ہیں
بیکسوں کی قدیر اللہ دیکھو
لاج سب کی نبھائے ہوئے ہیں

رحمتیں ناز فرما رہی ہیں
نور میں روحیں لہرا رہی ہیں
پیر مہتاب شاہ قادری بھی
وجد میں آج آئے ہوئے ہیں

کیف پہ کیف چھانے لگا ہے
لطفِ دیدار آنے لگا ہے
اپنے چہرے سے پردہ دوئی کا
کریم اللہ اُٹھائے ہوئے ہیں

زندگانی سنورنے لگی ہے
روح پرواز کرنے لگی ہے
جو بھی محفل میں آئے ہیں وہ سب
دم میں کلمہ بسائے ہوئے ہیں

کیسی خوشبو کا عالم ہے دیکھو   جلوہ گر غوثِ اعظمؓ ہے دیکھو
پیر کی آرہی ہے سواری   سب کے سب مُسکرائے ہوئے ہیں

ھو کی شہنائی بجنے لگی ہے   بزم کی بزم سجنے لگی ہے
خواجہ اجمیرؒ کلمے کی مہندی   اہلِ حق کو لگائے ہوئے ہیں

شرحِ ایمان ہونے لگی ہے   اپنی پہچان ہونے لگی ہے
پیر فہمیؒ کی یہ ہے عنایت   دونوں عالم پہ چھائے ہوئے ہیں

سب مریدوں کے رُخ پر خوشی ہے   سارے خلفاء میں زندہ دلی ہے
پیر فہمیؒ کو سج دھج کے دیکھو   آج دولہا بنائے ہوئے ہیں

دریا عرفاں کا بہنے لگا ہے   ہر اک عارف یہ کہنے لگا ہے

پیر معروفؒ نے یہ راز کھولا
ہم میں ہم ہی سمائے ہوئے ہیں

خاکِ پا ہوں میں

اپنے مُرشد کی خاکِ پا ہوں میں دین و دنیا کا بادشاہ ہوں میں

❄

جی نہیں سکتا ہوں جُدا ہو کر وہ ہیں دریا تو بُلبُلہ ہوں میں

❄

صورتِ شیخ میں فنا ہو کر رو برو شکلِ دلربا ہوں میں

❄

درِ مرشد پہ ہے جبیں اپنی آج تقدیر کا خدا ہوں میں

❄

سارا عالم ہمیں سے روشن ہے نورِ احمد کا سلسلہ ہوں میں

❄

گنجِ مخفی سے ہم نکل آئے شوقِ عرفاں کا ولولہ ہوں میں

❄

جس کے جلوؤں میں گم ہوئے موسیٰ وہی صورت کا مُدعا ہوں میں

❄

پیر فہمیؔ کی ہر ادا پیاری جان و دل سے ہوا فدا ہوں میں

پیر و مرشد کا ہے کرم معروفؔ
سارے عالم کا رہنما ہوں میں

وہ نماز کون سی ہے؟

اللہ بھی پڑھ رہا ہے — وہ نماز کون سی ہے
بندے کو جو عطا ہے — وہ نماز کون سی ہے

❄

جو نہ حضورِ دل سے — ہوگی نماز کیا ہے
دل نے تیرے پڑھا ہے — وہ نماز کون سی ہے

❄

شیطان کہہ رہا ہے — برسوں کا ہوں نمازی
جو بن گئی بلا ہے — وہ نماز کون سی ہے

❄

پڑھ کر نماز آئے — ماں کے شکم سے ہم تو
جو کبھی نہیں قضا ہے — وہ نماز کون سی ہے

❄

فہمیؔ ہے میرا کعبہ — فہمیؔ ہے میرا قبلہ
جو امام ہی خُدا ہے — وہ نماز کون سی ہے

❄

ایسی نماز معروفؔ مجھے پیر نے پڑھائی
سجدے میں سر جھکا ہے وہ نماز کون سی ہے

ہو گیا

اپنے مُرشد کی میں خاکِ پا ہو گیا
سارے کونین کا بادشاہ ہو گیا

جس تجلی کو موسیٰ گرے دیکھ کر
دیکھنے کا مجھے حوصلہ ہو گیا

جس کو کہتے ہیں ذکر جلی و خفی
مرشدِ پاک سے وہ عطا ہو گیا

اپنے مرشد کے عشق میں جو بھی مٹا
دونوں عالم کا وہ دلرُبا ہو گیا

اللہ ھو کے ہیں جلوے جہاں دیکھئے
جس نے ' ھو ' کو ہے سمجھا بقا ہو گیا

جس کو پاتے ہیں عارف ہر اک شان میں
غافلوں کے لئے معمہ ہو گیا

جو تجلی کے پردے میں اب تک چھپا
پیر فہمیؔ سے جلوہ نما ہو گیا
میم احمد کا معروفؔ یہ عقدہ کُھلا
جو ہے مرشد وہی مصطفیٰؐ ہو گیا

جامِ وحدت

وحدت کا جام پیر نے ایسا پلا دیا
اپنے خیال کے سوا سب کچھ بھلا دیا

اللہ کا عرفان تو آسان ہے مگر
مشکل ہے رازِ احمدِ مرسل بتا دیا

اللہ کا بھید ہی تو انساں کا بھید ہے
رازِ خودی سے پردہ مرشد ہٹا دیا

مومن وہی ہے جس میں شانِ خُدا دکھے
جس میں جھلک نہیں اُسے کافر بنا دیا

ان کی نگاہِ ناز کا ایسا کرم ہوا
مجھ کو غمِ فراق سے دم میں چھڑا دیا

جلوہ جمال یار کا ہر شئے میں دیکھ کر
ہم نے سرِ نیاز ادب سے جُھکا دیا

میں کون ہوں تو کون ہے تعیّن کی بات ہے
بے قید جلوے یار نے مجھ کو دکھا دیا

فہمیؔ پیا کی شانِ سخاوت تو دیکھئے
بندے کو اک پل میں ہی مولا بنا دیا

معروفؔ درِ یار سے سب مالا مال ہیں
کیسے بتاؤں پیر نے کس کس کو کیا دیا

کس نے

جامِ وحدت پلا دیا کس نے
مجھ کو بے خود بنا دیا کس نے

ہر طرف صورتِ محمدؐ ہے
حق کا پردہ اُٹھا دیا کس نے

قدسیاں با ادب ہیں سجدہ کیئے
مجھ کو کعبہ بنا دیا کس نے

رازِ وحدت بتا کے خلوت میں
لوحِ ہستی مٹا دیا کس نے

سانسوں میں ’ہو‘ کا ہی ترانہ ہے
دم کو کلمہ پڑھا دیا کس نے

بن کے گمنام تھا میں کنزاً میں
نامِ آدم رکھا دیا کس نے

کوئی مد ہوش ہے کوئی بسمل
رُخ سے پردہ ہٹا دیا کس نے

نام پوچھا تو وہ کہا ہنس کر
پیر فہمیؒ بتا دیا کس نے

رازِ پردہ اُٹھا تے ہو معرؔوف
تم کو یہ حق بتا دیا کس نے

پڑے گا

وہ انحد کا جلوہ دکھانا پڑے گا
لباسِ محمدؐ میں آنا پڑے گا

محمدؐ محمدؐ پڑھے جا دیوانے
اسی سے خدا کو منانا پڑے گا

میرے ساقیہ اب نگاہوں سے اپنی
شرابِ محبّت پلانا پڑے گا

نہیں مانتا میں نہیں جانتا میں
تمہیں رُخ سے پرہ ہٹانا پڑے گا

میرے ہاتھ میں ہے دامن تمہارا
میری لاجِ نسبت نبھاناپڑے گا

نہیں کچھ چلے گی تیری لَنْ تَرانیِ
وہاں دل سے کلمہ سُنانا پڑے گا

جسے جانتا ہے رازِ تصوّف
طریقت کے میداں میں آنا پڑے گا

میرے پیر فہمیؔ ہے صدقے تمہارے
محمدؐ کا چہرہ دکھانا پڑے گا

اگر چاہتے ہو ٹھکانہ تو معرؔوف
محبت میں سب کچھ لُٹانا پڑے گا

میم کا محل

عجب میم کا اک محل بنایا
وہ بارِ امانت اس میں چھپایا

الله نبیؐ کو دم میں بسا کر
ھا ھو ھے کا جھولا جُھولایا

آدم و حواؑ میں چھپ کر ہے آیا
ذات و صفِت کا کھیل رچایا

میم کا پردہ اُٹھانے کی خاطر
فرشتوں سے آخر سجدہ کرایا

بھید خفی کا دم میں چھپاکر
الله ھو کا تالا لگایا

یہ کلمے کی کل سے تالا کھلے گا
فہمیؔ پیا سے بھید ہے پایا

الف لام کا سب چکر ہے معروؔف
اک نکتے میں سارا قرآن سمایا

اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

کلمے کا مرشد راز بتایا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ
کلمہ ہی دونوں عالم پہ چھایا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

ذاتِ وصفت کا کھیل رچایا ھا ھو ھے کا راگ سُنایا
گنجِ خفی کا بھید چھپایا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ
چھایا

❖

عرشِ بریں پر حق نے بلایا خلد بریں کو اپنے سجایا
حق نے تجلّی کا پردہ اُٹھایا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

باغِ ارم کے پتّوں کو دیکھو نامِ نبیؐ اور نامِ خُدا ہے
عرشِ بریں پر کلمہ ہے اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

فرقے بہتّر ۷۲ ہیں کلمے کے اندر اسلام دو ۲ ہیں کلمے کے اندر
مومن ہی کلمہ بن کر ہے آیا اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

کلمے کی کل سے ارض و سماء ہے ۔۔۔ کلمہ ہی حق باطل کا نشاں ہے
کلمہ ہی اول و آخر ہے آیا ۔۔۔ اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

بارِ امانت ، مہرِ نبوت ۔۔۔ سرِّ ولایت ، تاجِ خلافت
کلمے کے صدقے میں سب کچھ ہے پایا ۔۔۔ اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

فہمیؔ پیا کے بھیس میں آیا ۔۔۔ آدم جا دم ذکر کرایا
رازِ خودی کا پردہ اُٹھایا ۔۔۔ اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

❖

انسانِ کامل کلمہ بنا ہے ۔۔۔ کلمہ ہی معروفؔ خود کا پتہ ہے
ظاہر نے اپنے باطن کو پایا ۔۔۔ اندر خُدا ہے باہر نبیؐ

نہیں ملتا

لاکھ ڈھونڈو پتہ نہیں ملتا
بن وسیلے خُدا نہیں ملتا

پوچھو مرشد سے کیا نہیں ملتا
خود میں سب کچھ ہے کیا نہیں ملتا

جس نے خود کا پتہ نہیں پایا
رازِ حق کا پتہ نہیں ملتا

مرشدِ پاک میں فنا ہو جا
بے مٹے دلبر با نہیں ملتا

لاکھ کرلے خُدا خُدا زاہد
بن محمدؐ خُدا نہیں ملتا

دیر و کعبہ میں ڈھونڈتے ہو جسے
تیرے دل میں چھپا نہیں ملتا

اک فہمیؔ سوا ہمیں معروفؔ
مرشدِ حق نما نہیں ملتا

ملایا گیا

جامِ وحدت پلایا گیا
نورِ حق سے ملایا گیا

خود بنا کے مجھے پیار سے
خود ہی آکر سمایا گیا

روگ بڑھتا گیا عشق میں
ایسا نشتر چُبایا گیا

عرش سے فرش تک دھوم ہے
میرا رُتبہ بڑھایا گیا

خود کے دیدار کے واسطے
شکلِ آدم دکھا گیا

بوجھ رکھ کر امانت کا وہ
سر کو میرے جھکایا گیا

اپنی جلوہ گری کے لئے
مجھ کو پردہ بنایا گیا

رازِ وحدت بتا کر مجھے
نقشِ کثرت مٹایا گیا

پیر فہمیؔ کا احسان ہے
رازِ ان سے ہی پایا گیا

سُنو معروفؔ حق کا پتہ
رازِ ہستی بتایا گیا

سلام امامِ حُسین رضؓ

حُسین ابنِ حیدر سلامُ علیک
محمدؐ کے دلبر سلامُ علیک

ہے اسلام زندہ تاباں تمہیں سے
ہو نورِ پیمبر سلامُ علیک

کہے کربلا یہ شہادت پہ آقا
شہیدوں کے افسر سلامُ علیک

فلک پر ملائیک بھی آنسوں بہائے
جو دیکھا یہ منظر سلامُ علیک

کٹائے ہیں سر کو لٹائے ہیں گھر کو
نفوسِ بہتّر/۷۲ سلامُ علیک

تمہارا گھرانہ ہے نوری گھرانہ
گواہ سورہِ اطہر سلامُ علیک

تمہیں سے ہوئی حق و باطل کی پہچاں
اماموں کے رہبر سلامُ علیک

ہے حسنی حُسینی میرے پیر فہمیؔ
یہ تن من نچھاور سلامُ علیک

یہ معروفؔ قلم بھی کہے با ادب سے
وہ سر کو جُھکا کر سلامُ علیک

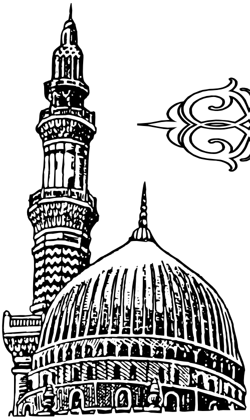

لے لو سلام ہمارا

آقا مدینے والے دل نے تمہیں پُکارا
لے لو سلام ہمارا لے لو سلام ہمارا

لولاک کا وہ سہرا باندھے تمہارے سر پر
جُھکنے لگی خُدائی آقا تمہارے در پر
خود ہی خُدا نے اپنے جب نام سے پُکارا

فریاد کر رہے ہیں گِر گِر کر سنبھل رہے ہیں
ہم یاد میں تمہاری کروٹ بدل رہے ہیں
سرکار اب تو چمکے آنکھوں میں وہ نظارہ

سرکارِ دو جہاں کا جس نے وسیلہ پایا
جس نے نبی کے در پر سر اپنا ہے جُھکایا
اُس کا بلندی پر ہے تقدیر کا ستارہ

خوشبوئے عشقِ احمد مہکے ہمارے تن میں
تم چیر کر تو دیکھو عاشق کے اس کفن میں
آنکھیں پھٹی رہیں گی دیکھو گے جو نظارہ

فریاد سُن ہماری او بے کسوں کے والی
آئیں ہیں جو سوالی جائیں نہ ہاتھ خالی
آتے ہو تم مدد کو جب دل سے جو پکارا

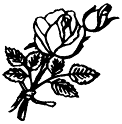

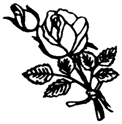

غوثُ الوریٰ سے مانگو خواجہ پیا سے مانگو
محبوب کا یہ در ہے لیکن ادب سے مانگو
ہوگی مُراد پوری دامن کو جو پسارا

فہمیؔ پیا کا عاشق سرکار کا دیوانہ
سرکار نے ہی بخشا عرفان کا خزانہ
اللہ کی قسم میں سرکار ہوں تمہارا

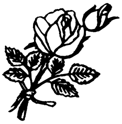

ان کا کرم ہے شامل تو بات بن گئی ہے
شاہِ عرب کے صدقے جھولی بھری ہوئی ہے
معروفؔ جان اپنی آگے تمہارے ہارا

اسرارِ خودی

(کتاب)

اسرارِ خودی کتاب میں چودہ/۱۴ مقطّعات کا خلاصہ، آدم، حوّا، جنّت، دوزخ، گندم، وگنجِ مخفی کے اسرار، اسمِ محمد ﷺ کا راز، کعبہ و سنگِ اسود کے کیا معنی، نور کی حقیقت و شیطان کی معرفت، میزانِ انفاس کسے کہتے ہیں، مَنْ عَرَفَ کے تقریباً رموز اس کتاب میں موجود ہیں۔

یہ کتاب خانقاہِ معروفیہ میں بغیر اُجرت کے دی جاتی ہے، مگر صاحبِ سمجھ ہی اس کتاب کے حقدار ہونگے۔

بیانِ معروف

عرفانی بیانوں کی ویڈیو (VCD) کیسٹیں

۱۔ تصوف

۲۔ معرفت

۳۔ سفرِ باطن (اول)

۴۔ سفرِ باطن (دوم)

۵۔ نور و ظلمات

۶۔ طالبِ مولیٰ

۷۔ شبِ معراج

۸۔ گنجِ مخفی

۹۔ بیعتِ حقیقی

۱۰۔ تخلیقِ آدم (اول)

۱۱۔ تخلیقِ آدم (دوم)

۱۲۔ تخلیقِ آدم (سوم)

۱۳۔ رازِ محمدی

۱۴۔ فنا بقا

۱۵۔ صوتِ سرمدی